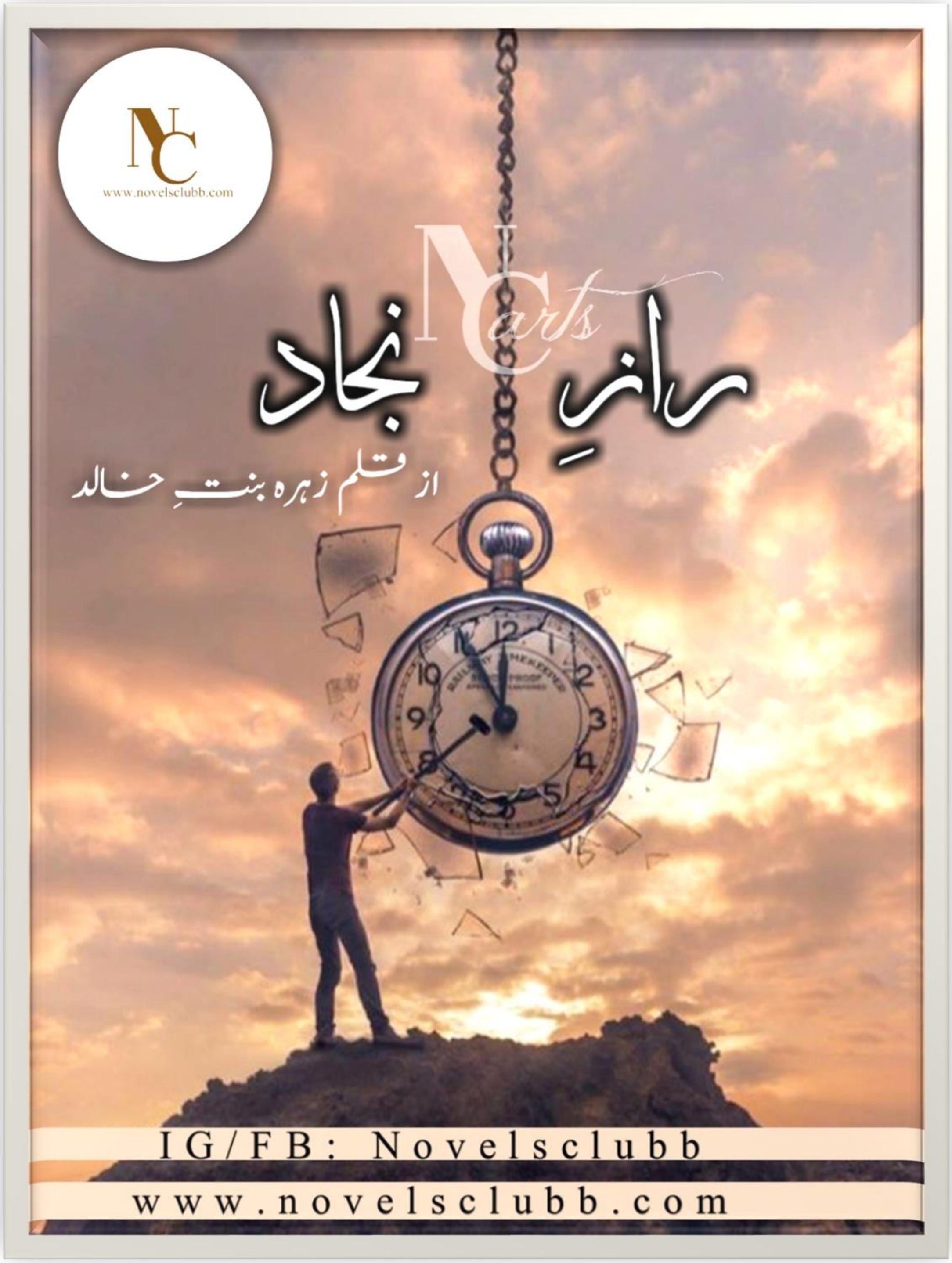
www.novelsclubb.com
رازِ نجاد
از قلم زہرہ بنتِ خالد
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

رازِ نجاد

از قلم

زہرہ بنتِ خالد

www.novelsclubb.com

قسط نمبر 11

"Love in the air”

جب شہر خوشاب سے شہر کراچی کے لیے براق نے اوڑان بھری تو جہاز کی سیٹ سے پشت لگائے وہ آنکھیں موند گیا۔ کئی راتوں سے نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے آنکھوں میں سرخ ڈورے موجود تھے۔ آنکھیں موندنے پر یادوں کی ٹھنڈی پھوار اس کے دل ودماغ پر برسنے لگی۔ یادوں کے کوڑ جو کئی عرصے سے بند تھے، وہ یکدم سے کھل گئے تھے۔ اب وہ سفر نہیں کر رہا تھا۔

وہ چاندنی رات میں ایک ندی کے کنارے بیٹھا تھا۔ آسمان بالکل صاف تھا اور چھوٹے چھوٹے ستارے کسی چمک دار تھال کی طرح آسمان کی سیاہ چادر کے اوپر پھیلے ہوئے تھے۔ وہ مسکرا رہا تھا اور ساتھ بیٹھے اپنے اکلوتے دوست کی بات سن رہا تھا۔ ندی کے پانی سے نظریں ہٹا کر جب اس نے اپنے بائیں جانب بیٹھے اس سبز

www.novelsclubb.com

آنکھوں والے اپنے دوست کو دیکھا تو مسکرا دیا۔ابرآش کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے،فوجی کٹ بال اور کلین شیو کے ساتھ وہ اپنی عمر سے کئی سال چھوٹا لگ رہا تھا۔براق کو ہمیشہ اسے دیکھ کر حماس کی یاد آتی تھی۔شاید دونوں کی آنکھوں کا رنگ ایک جیسا تھا،اس لیے۔

وہ دونوں فوجی یونیفارم میں ندی کے کنارے پتھروں پر بیٹھے تھے۔ہلکی ہلکی ہوا سے موسم خوبصورت ہو رہا تھا۔فضا میں صرف پانی کا شور تھا اور ابرآش کی باتوں کی آواز۔

"میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اگر تم میری زندگی میں نہ ہوتے تو میں کسی غلط راہ پر ہوتا۔"

ابرآش کی بات پر وہ اپنی سیاہی مائل سرمئی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔بازو کہنیوں تک موڑے وہ ہاتھ میں پکڑی گھاس کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں توڑ رہا تھا۔

"راستے غلط اختیار کرنے سے آپ غلط نہیں ہو جاتے۔"

www.novelsclubb.com

براق نے نرم سے لہجے میں بولا۔اس کا یہ لہجہ بہت مخصوص لوگوں کے لیے تھا۔ شاید صرف حماس اور ابرآش کے لیے۔ابرآش نے گہری سانس بھری، جیسے بہت کچھ یاد کیا ہو۔

"مجھ سے بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں مرزا غالب! میں کیا کروں؟"

وہ بے بسی سے پوچھ رہا تھا۔ہاتھ میں پکڑا پتا بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوتا اس پتھریلی زمین پر گرتا جا رہا تھا۔

"خود کو معاف کر دو۔"

براق نے اپنے ماتھے پر گرتے بال ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے نرم لہجے میں جواب دیا۔وہ اس شخص سے کیسے سخت لہجے میں بات کر سکتا تھا؟وہ ابرآش اعوان کو کبھی سخت نظر سے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا، کجا کہ سخت لہجے میں بات کرنا۔

"کیا یہ اتنا آسان ہے؟"

ابرآش نے پتے کے باقی ٹکڑے زمین پر پھینک کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے استفسار کیا۔ آس پاس موجود درختوں میں سے کہیں سے کسی پرندے کی گڈ مڈ کی آواز آئی۔

www.novelsclubb.com

"چیزیں مشکل ہوتی ہیں لیکن ناممکن نہیں۔"

براق کا وہی نرم اور خوبصورت لہجہ۔ وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا جو اب ٹانگیں لمبی کیے، ہاتھ پیچھے پتھر پر رکھے سامنے دیکھنے لگا۔

"میں ڈرتا ہوں کہ میں اپنے نام کی طرح نہ بن جاؤں۔ سیاہ اور تاریک۔ داغ دار۔"

براق بھی رخ پھیر کر سامنے دیکھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں ابھی بھی گھاس کے کچھ ٹکڑے تھے جنہیں وہ مزید چھوٹے ٹکڑوں میں توڑ رہا تھا۔

"تم اپنے داغوں کو ساتھ ساتھ دھوتے جانا، وہ تمہیں سیاہ نہیں ہونے دیں گے ابر۔"

ابر آش کو لگا کہ اس کے دل پر کسی نے پھوار چھینک دی ہو۔ ٹھنڈی پھوار۔ جو دل کو سکون پہنچا دے۔ اس کی کشمکش بھری زندگی میں سب سے خوبصورت الفاظ ہمیشہ براق مرزا کے ہی ہوتے تھے۔ وہ ہمیشہ اسے رستے دکھاتا تھا۔ اس کے دل کو سکون پہنچا دیتا تھا، اپنی موجودگی سے، اپنے الفاظ سے، اپنی مسکراہٹ سے۔

"زندگی میں کیا ضروری ہوتا ہے مرزا غالب؟"

ابر آش نے مسکرا کر آسمان پر موجود ستاروں کے تھال کو دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔
وہ بہت کنفیوز بندہ تھا۔ جس کی زندگی کبھی نارمل نہیں رہی تھی۔اس کے ہر سوال کا جواب صرف براق مرزا کے پاس ہوا کرتا تھا۔

"آپ جہاں ہو، جس مقام پر ہو، جیسی زندگی جی رہے ہو۔۔۔اس حال میں مطمئن رہنا سب سے ضروری ہوتا ہے۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو اور کچھ بھی میٹر نہیں کرتا۔"

براق ابھی بھی مدھم سی مسکراہٹ سے سامنے بہتے پانی کو دیکھتے ہوئے گویا تھا۔

"کیا یہ بھی میٹر نہیں کرتا کہ وہ سیاہی آہستہ آہستہ میری ذات کو نگل جائے؟"

ابر آش نے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔وہ ابھی بھی پانی کو دیکھ رہا تھا۔

"نہیں! اگر تم نے مزید سیریس بکواس کی تو میں تمہیں سامنے موجود ندی میں ڈبکی لگوا دوں گا۔ابر کے بچے!"

براق نے گھاس کو چھوڑ کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولا تھا۔ابر آش ہنس دیا۔وہ ہنستا ہوا اتنا دلکش لگا کہ براق بھی مسکرا دیا۔

"پھر کیا میں مر جاؤں گا؟"

ابر آش نے ہنستے ہوئے سوال کیا تھا۔ لیکن اس کا لہجہ اداس تھا۔

"انسان اس وقت مرتا ہے جب اس کا ذکر برے الفاظ میں ہونا شروع ہو جائے۔"

براق نے مسکرا کر اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تھا جن میں الگ سی چمک تھی۔

"پھر تو تم ہمیشہ مجھے زندہ رکھو گے مرزا غالب! ہے نا؟"

ایک فخر تھا۔ ایک غرور تھا کہ وہ ہمیشہ اچھے الفاظ میں اس کا ذکر کرتا رہے گا۔ اس نے مان سے اٹھے اس کے سر کو دیکھا اور پھر مسکرا کر اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا انہیں بکھیر گیا۔

"مرزا غالب کے بچے! باز آ جاؤ اس نام سے۔"

اس نے ہنستے ہوئے اسے ٹوکا تھا۔ ابر آش بھی ہنس دیا۔ چاند کی چاندنی نے ان کی ہنسی کی بلائیں اتاریں۔ وہ ایک ساتھ ہنستے ہوئے بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

"یہ چھوڑو کوئی غزل ہی سنا دو مرزا غالب۔ کوئی تو فائدہ ہو تمہارے مرزا کے خاندان سے ہونے کا۔"

براق سر جھٹک کر مسکرا دیا۔ پھر سامنے موجود بہتے ٹھنڈے پانی کو دیکھتے ہوئے مدھم سروں میں غزل کے اشعار بولنے لگا۔

"اگرچہ میں اک چٹان سا آدمی رہا ہوں
مگر ترے بعد حوصلہ ہے کہ جی رہا ہوں"

اسے یہ الفاظ بولتے ہوئے اپنی والدہ اور والد کی یاد آئی تھی۔ اور شاید کسی چھوٹی بچی کا عکس بھی اس کی نظروں کے سامنے لہرایا تھا۔

"وہ ریزہ ریزہ مرے بدن میں اتر رہا ہے
میں قطرہ قطرہ اس کی آنکھوں کو پی رہا ہوں"

www.novelsclubb.com

مدھم سروں میں ہوا چل رہی تھی۔

"تری ہتھیلی پر کس نے لکھا ہے قتل میرا
مجھے تو لگتا ہے میں ترا دوست بھی رہا ہوں"

یہ الفاظ پتہ نہیں کیوں اس وقت اس نے ابر آش کی جانب دیکھ کر بولے تھے جو غور سے اس کے الفاظ سن رہا تھا۔ آنے والے وقت کو کون جانتا تھا۔

"کھلی ہیں آنکھیں مگر بدن ہے تمام پتھر
کوئی بتائے میں مر چکا ہوں کہ جی رہا ہوں"

اس کے شعر پر ابر آش نے گہرا سانس بھرا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کہاں ملے گی مثال میری ستم گری کی
کہ میں گلابوں کے زخم کانٹوں سے سی رہا ہوں"

ابر آش نے گہری سانس بھر کر ہلکا سا قہقہ لگایا تھا۔ وہ سچ میں اس کے زخم سیتا تھا۔

"نہ پوچھ مجھ سے کہ شہر والوں کا حال کیا تھا
کہ میں تو خود اپنے گھر میں بھی دو گھڑی رہا ہوں"

اس بار براق کی آنکھوں میں چبھن سی اتری تھی۔ اور یہی حال ابر آش کا بھی تھا۔

"ملا تو بیتے دنوں کا سچ اس کی آنکھ میں تھا
وہ آشنا جس سے مدتوں اجنبی رہا ہوں"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ابرآش نے اس شعر پر مسکرا کر براق کو دیکھا تھا۔

"بھلا دے مجھ کو کہ بے وفائی بجا ہے
لیکن گنوا نہ مجھ کو کہ میں تری زندگی رہا ہوں"

کون جانتا تھا اس وقت۔۔۔ کہ یہ شعر آنے والے وقت کے لیے تھ۔ا

"وہ اجنبی بن کے اب ملے بھی تو کیا ہے محسن
یہ ناز کم ہے کہ میں بھی اس کا کبھی رہا ہوں"

براق نے مسکرا کر غزل کے آخری الفاظ بولے تو ابرآش نے واہ واہ کر کے اسے داد دی تھی۔اس کے بعد دونوں گزرتی رات کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ براق

ہمیشہ اسے سنا کرتا تھا۔ وہ مسکرا کر اس کی باتیں سنتا رہتا اور کبھی کبھار جواب بھی دے دیتا۔ ورنہ وہ خاموشی سے سنتا رہتا۔ وہ اس کا اچھا دوست ہی نہیں، سب سے اچھا مددگار بھی تھا۔

اور ابرآش اعوان؟؟ ابرآش اعوان وہ un loved child تھا جسے محبت کے نام کر صرف براق کی دوستی ملی تھی۔ باپ کا نام تک معلوم نہ تھا اور ماں؟؟ جس ماں نے اسے پیدا کیا تھا، اسی ماں نے اسے گلے لگانے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک ناجائز اولاد کو کوئی گلے نہیں لگایا کرتا۔ اور یہ طعنہ کسی ان دیکھی زنجیر کی طرح ہمیشہ گلے کا طوق بن کر سر پر لٹکتا ہے۔ اس نے سات سال اپنی ماں کے ساتھ گزارے تھے اور اس کی ماں نے کبھی محبت سے اسے دیکھا بھی نہ تھا۔ کیوں؟؟ اس کا کیا قصور تھا؟؟ اس کا یہ قصور تھا کہ اس کی پریگننسی کی خبر سن کر اس کا عیاش بوائے فرینڈ اسے چھوڑ گیا۔ اس کے گھر والوں نے اس کی ماں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جس سے اس کی ماں کی بچپن سے منگنی تھی، اس نے بھی بدکردار کہہ کر شادی سے انکار

کر دیا۔اس سب کے باوجود بھی وہ ابر آش کو دنیا میں لائی تا کہ بچہ دیکھ کر اس کا باپ کچھ ترس کھا لے لیکن نہیں وہ بچے جو قبول نہیں کر سکتا تھا۔ہاں البتہ کچھ سالوں تک اسے بچے کی پرورش کے لیے پیسے بھیجے رہا جو اس کی ماں نے دوسرے مردوں پر لگا دیے۔سات سال کی عمر میں اسے یتیم خانے میں چھوڑ کر وہ چلی گئی اور کبھی نہ لوٹی۔

یتیم خانے میں رہ کر بھی وہ اسے یاد کرتا لیکن ایک سات سال کے بچے کی فریاد کوئی نہ سنتا۔بارہ سال کی عمر میں وہ وہاں سے بھاگ گیا۔پھر کئی راتیں سڑکوں پر گزارنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ اگر خود کو زندہ رکھنا ہے تو دوسروں کا حق چھیننے میں کوئی برائی نہیں۔ وہ چھوٹا تھا۔جو اس کی سمجھ میں تھا وہ اس نے کیا۔وہ چھوٹی موٹی چوریاں کر کے اپنا پیٹ پالنے لگا۔ایک بار ایک چوری کرنے پر پکڑا گیا تو سڑک پر موجود لوگوں نے اسے خوب مارا۔

اس بارہ سال کے بچے کا منہ خون سے بھر گیا۔ تبھی ایک صاحب آگے بڑھے اور لوگوں کو پیچھے کیا۔اس کی مرہم پٹی کرنے کے لیے ہسپتال لے گئے۔اس سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جب گھر کا پوچھا تو بتایا کہ وہ سڑکوں پر سوتا ہے۔تب اس صاحب نے اسے اپنے گھر رہنے کی اجازت دی اور سکول میں داخلہ کروایا۔وہ سکول سے آکر سارا دن اس گھر کے کام وغیرہ کرتا اور رات میں ان کے ہی سرور کواٹر میں سو جاتا۔سکول کے بعد اس نے پڑھائی چھوڑ دی۔

لیکن وہ پڑھنا چاہتا تھا۔اس نے اس گھر میں ملازمت کے دوران ہی گھر رہ کر پڑھا اور کسی طرح اپنے امتحانات دیے۔

اس کے بعد کی مہنگی پڑھائی کے وہ خواب بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

لیکن ایک روز جب وہ مالک مکان کے کسی کام سے باہر آیا تھا۔وہاں اس نے براق کو دیکھا تھا جو اپنے ساتھ موجود حماس کو بہت سی چیزیں سمجھاتے ہوئے کوئی کتاب خرید کر دے رہا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"یہ کتاب کس لیے ہے؟"

براق اس سے عمر میں کچھ سال ہی بڑا تھا۔وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا جو حلیے سے تو ٹھیک لگتا تھا لیکن اس کی ڈگری اپنی آواز سے وہ بہت کمزور لگا۔

"فوج میں بھرتی ہونے کے لیے ٹیسٹ دینا ہے،اس کے لیے۔"

حماس اپنی چلبلی سی نیچر کی وجہ سے فوراً جواب دے گیا۔ابر آش سر ہلا کر آگے بڑھ گیا۔اس کی سبز آنکھیں بالکل حماس کی طرح تھیں۔

"رکو! کیا نام ہے تمہارا۔"

براق کی آواز پر وہ پلٹا۔

"ابر آش۔"

اس نے مدھم لہجے میں اپنا نام بتایا۔

"خوبصورت نام ہے۔کیا مطلب ہے اس کا؟"

براق نے بات جاری رکھنے کی کوشش کی۔وہ حماس کی عمر کا لڑکا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں اتنی اداسی تھی کہ براق دل کٹنے کو ہوا۔

"سیاہ اور داغ دار۔"

آہستہ اور شرمندہ سی آواز پر اس نے سر جھکا کر بولا تو براق کے چہرے کی مسکراہٹ سمٹی۔حماس کچھ کتابیں لیے اندر دکان کی جانب بڑھ گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا کرتے ہو ابر آش۔"

وہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا، جس کے ہاتھ میں سودے سلف کے کچھ سامان تھے۔

"علیم چودھری کے گھر کام کرتا ہوں۔"

اس کا لہجہ کمزور سا تھا۔ اور وہ ڈرا سہما سا بچہ لگ رہا تھا کیونکہ اسے زیادہ لوگوں سے بات کرنے کی عادت نہیں تھی۔

"کتنا پڑھے ہو؟"

"بارہویں تک۔"

جواب فوراً آیا تھا۔

"فوج میں بھرتی ہونا چاہتے ہو؟"

اس کے سوال پر ابر آش کی آنکھیں ورطہ حیرت سے کھلی تھیں۔

"کیا میں ہو سکتا ہوں؟؟"

وہ خوشی سے گویا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں کیوں نہیں۔ اگر تم میں ہمت ہوئی تو تم کر سکتے ہو۔"

براق نے نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو وہ زور زور سے سر ہلا گیا۔

"مجھے کیا کرنا ہو گا۔"

اور بس پھر۔ ان کی دوستی کا سفر وہیں سے شروع ہوا تھا۔ اس وقت براق کیپٹن کے رتبے پر فائز تھا۔ حماس سی ای اے آفیسر کی تیاری کر رہا تھا اور براق نے اس کے ساتھ ہی ابر آش کو فوج میں بھرتی کروانے کی ساری محنت اور کوشش کی تھی۔ نا جانے ایسی کون سی کشش تھی جو اسے ابر آش سے محسوس ہوئی تھی یا شاید اس کی آنکھوں کی اداسی نے اس کا دل دہلا دیا تھا۔ خیر دو سال کے اندر اندر وہ فوج میں بھرتی ہو کر اپنے فرض ادا کر رہا تھا۔ اور براق مرزا ہر قدم پر اس کے ساتھ تھا۔ ابر آش کے لیے وہ کسی فرشتے سے کم ثابت نہیں ہوا تھا۔

لیکن زندگی کے ایک مقام پر جب براق کسی مشن کے سلسلے میں کئی ماہ تک اس سے دور رہا تو وہ اپنی راہ بھٹک گیا۔ وہ اپنی راہ سے ایسا بھٹکا کہ اس نے براق تک کو چھوڑ

www.novelsclubb.com

دیا۔اپنی موت کا پروانہ قائم کر کے وہ فوج سے غداری کرنے کے بعد اب انڈر ورلڈ کی دنیا میں تھا۔

اسے اپنے نام کے جیسا ہونا تھا۔سیاہ اور داغ دار۔اور وہ ہو گیا تھا۔

اس کے نفسیاتی مسائل اس قدر بڑھ گئے تھے کہ اسے صحیح اور غلط کا فرق بھول گیا اور تبھی براق مرزا نے اپنا انمول دوست کھو دیا۔

=======

آنکھوں میں چبھن سی محسوس ہوئی تو اس نے پلکوں کی بار اٹھا کر شیشے سے باہر دیکھا جہاں وہ شہر کراچی کی سرزمین پر اترنے والا تھا۔منظر دھندلا سا لگا تو احساس ہوا کہ آنسو آنکھوں کے منظر کو دھندلا کر رہے ہیں۔آنکھوں کو جھپک کر انسوؤں کو بہنے سے روکا تھا۔

کراچی کے ائیر پورٹ سے نکلتے ہوئے اسے احساس ہوا تھا کہ ہم زخمی خنجر سے نہیں ہوتے۔زخمی ہم تب ہوتے ہیں جب مڑنے پر ہم دیکھیں کہ خنجر کس کے ہاتھ میں ہے۔اور خنجر کسی اپنے کے ہاتھ میں دیکھیں تو اذیت زخم سے زیادہ دل میں ہوتی

ہے۔خون زخم سے کم بلکہ دل سے زیادہ رستا ہے۔تکلیف اور اذیت اتنی زخم پر نہیں ہوتی جتنی دل میں موجود اس بھروسے کے ٹوٹنے پر ہوتی ہے جو ہم نے اس خنجر پکڑنے والے پر کیا ہوتا ہے۔تو طے ہوا کہ اذیت خنجر نہیں دیتے،اذیت تو خنجر پکڑنے والے دیتے ہیں۔

اور براق مرزا بھی دل سے خون رسنے والی اذیت سے دوچار تھا۔اتنی اذیت کہ اس نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہو۔اپنوں کو بیگانہ ہوتے دیکھنا کتنا اذیت ناک تھا۔اس سے بھری اذیت یہ کہ وہ آپ کے مخالف کھڑے ہوں۔

وہ کئی سال پہلے اپنا قیمتی اثاثہ "ابر آش اعوان" کھو چکا تھا۔اب وہ جس سے ملنے جارہا تھا تو وہ اس کا ابر نہیں تھا۔وہ تو اس کا حریف تھا۔اس کے ملک کا دشمن۔افف کیسے وہ اپنے عزیز تر دوست کو ایک دشمن کی نظر سے دیکھ سکتا تھا۔

"مضبوط بنو میجر براق مرزا!تمہارا دوست تو چار سال پہلے مر گیا تھا۔یہ تمہارے ملک کی سرحدوں کا دشمن ہے۔"

اپنی منزل کی جانب گامزن ہوتے ہوئے اس نے اپنے دل ودماغ کو ڈپٹا تھا۔اسے مضبوط بننا تھا۔اسے جذبات میں نہیں بہنا تھا۔منسا کی موت نے اس پر بھی بہت برا اثر ڈالا تھا لیکن اسے تب بھی مضبوط ہونے کا دکھاوا کرنا تھا کیونکہ وہ سب کا لیڈر تھا۔

اور مضبوط ہونے کا دکھاوا کرنے والے تو ہمیشہ سے ایسے ہوتے ہیں۔اندر سے چوڑ اور باہر سے چٹانوں جیسے سخت۔براق مرزا بھی ایسا ہی تھا۔اور کچھ حد تک مصفرہ مغل بھی۔

اور تبھی مصفرہ کے خیال پر براق نے ایک چیز طے کرلی تھی۔وہ مصفرہ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہے۔اس نے مصفرہ کی آنکھوں میں خود کے لیے فکر دیکھی تھی،پسندیدگی دیکھی تھی،عزت دیکھی تھی،اعتبار دیکھا تھا اور شاید محبت کے ننھے ننھے جلتے دیے بھی۔

وہ سر جھٹک کر جذبات کی روانی سے باہر نکلا اور اپنے سامنے موجود بڑی سے بلڈ نگ کو دیکھنے لگا۔ وہ ابر آش کا سب سے خاص اڈا تھا۔ اس کی سکیورٹی دیکھ کر براق کو اندازہ ہو گیا تھا ابر آش ادھر ہی موجود ہے۔ گہری سانس بھر کر وہ بغیر خوف کے اندر داخل ہو گیا۔ اور حیرت انگیز طور پر اسے کسی نے نہیں روکا تھا۔ اس کا مطلب وہ جانتا تھا کہ براق ادھر آنے والا ہے۔

دوسری جانب ابر آش شیشے کی دیوار کے پار بہتی سڑک کو دیکھ رہا تھا۔ یہ ایک آرٹ اینڈ ڈیزائن کی بلڈ نگ تھی جس کا اصل مالک اس وقت ابر آش تھا۔ وہ اس بلڈ نگ کو صرف چھپنے چھپانے کے لیے استعمال کیا کرتا تھا لیکن اس کا یہاں ایک مکمل آفس موجود تھا۔ یہاں بھی کسی نے اسے نہیں دیکھ رکھا تھا۔ بس ایک عام انسان کی طرح کسی امیر زادے نے ان کی کمپنی خرید لی تھی اور کبھی کبھار وہ اپنے آفس کے کمرے میں آ کر کوئی میٹنگ کر لیتا تھا، اس کے علاوہ کوئی کچھ نہیں جانتا۔ زیادہ تر وہ رات کے وقت وہاں آتا جب آفس کا ٹائم ختم ہو جاتا۔ اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا

بھی نہیں تھا۔البتہ اس کا آفس کافی شاندار طریقے سے سیٹ تھا۔وہ سیاہ ٹیبل کے پیچھے کھڑے شیشے کے باہر کی دنیا کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ اکیلا آیا ہے۔"

جنید نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا تو وہ شیشے کے پار دیکھتا ہوا مسکرا دیا۔

"براق مرزا وہ واحد انسان ہے جو سب جاننے کے باوجود میرے سامنے اکیلا کھڑا ہونے کی ہمت رکھتا ہے۔"

ایک فخر سا تھا۔جنید نے اسے دیکھا جس کے چہرے پر مدھم مسکراہٹ تھی اور آنکھیں جیسے صدیوں کی مسافت طے کر کے ساکن تھیں۔کچھ ہی دیر میں اس کے آفس کا دروازہ کھلا تھا۔ابرآش نے مرنے سے پہلے کچھ سکینڈ کے لیے سانس روکا۔

جیسے ہی وہ مڑا،اس کو دیکھ کر بے ساختہ مسکرا دیا۔

براق مرزا اس کے سامنے کھڑا تھا۔اس کا مرزا غالب۔اس کا اکلوتا دوست۔اس کا یار۔وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔صدیوں کی مسافت کے بعد وہ کئی عرصے کے بعد اسے دیکھ رہا تھا۔

اور براق۔۔۔براق بس غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔وہاں کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔بس کلین شیو کی جگہ بیرڈ آ گئی تھی۔وہی آنکھیں تھیں،وہی مسکراہٹ،وہی بال اور وہی چہرہ۔لیکن ہر چیز بدل چکی تھی۔

اب سامنے کھڑا شخص ابر آش اعوان تھا۔اب وہ اس کا ابر نہیں تھا۔اس کا اکلوتا دوست نہیں تھا۔اس کا یار نہیں تھا۔جو اس کے سامنے کھڑا تھا وہ اس کا رقیب تھا۔اب وہ دوست بن کر نہیں ملے تھے۔وہ حریف بن کر ملے تھے۔اور یہ چیز کس قدر اذیت ناک تھی،یہ صرف براق مرزا اور ابر آش اعوان ہی جانتے تھے۔صرف دھوکا کھانے والا اور دھوکا دینے والا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"Long time no see, Mirza Galib."

ابر آش نے بولنے میں پہل کی۔ جنید کو لگا کمرے کا ماحول خطرناک حد تک سنجیدہ ہو چکا ہے لیکن ابر آش کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے ابر آش سے ضد کر کے وہاں رکنے کا بولا تھا۔ ابر آش بھی اس شرط پر مانا تھا کہ وہ براق کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

"تم یہ نام لینے کا حق کھو چکے ہو۔"

براق کہتا ہوا قدم قدم اس کے عین سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ دونوں کے درمیان صرف ایک میز تھی۔ ابر آش کا جی چاہا وہ اسے گلے لگا لے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ شاید وہ بہت پہلے یہ حق کھو چکا تھا۔

"حق تب کھوتا اگر تم کسی اور کو یہ حق دیتے۔ تم نے تو آج تک کسی اور کو اس نام سے پکارنے کا حق نہیں دیا تو میرا حق ابھی بھی وہیں ہے۔"

ابرآش کے چہرے پر مدھم سی مسکراہٹ تھی۔وہ آنکھوں میں نرمی لیے اسے دیکھ رہا تھا لیکن براق کی آنکھوں میں وہ نرمی کا عنصر موجود نہیں تھا جو ہمیشہ ہوا کرتا تھا۔
وہ تو اسے سو خون معاف کر سکتا تھا لیکن غداری؟؟غداری کرنے والوں کے لیے وہ سب سے زیادہ بے رحم ہوتا تھا۔

"کیوں؟؟؟"

یک لفظی سوال تھا۔اور اس لفظ سے بچنے کے لیے ابرآش نے کہاں کہاں پناہ نہیں ڈھونڈی تھی۔وہ اس شخص کے اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔سر جھکا کر بے بس لہجے میں کہنے لگا۔

"میں اپنے نام کی طرح ہو گیا مرزا! سیاہ اور داغ دار۔"

وہ ویسا ہی بن گیا تھا جیسا اس کا نام تھا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ داغوں کو ساتھ ساتھ دھوتے جانا،وہ تمہیں سیاہ نہیں کریں گے۔"

براق نے مدھم سی آواز میں کہا تو جنید اس کے نرم پڑتے لہجے کو دیکھنے لگا۔ کچھ لمحے کی خاموشی۔ پھر ابر آش کہنے لگا۔

"تم نے ہمیشہ مجھے منزل دکھائی، یہ کبھی نہیں بتایا کہ رستہ کون سا چننا ہے۔"

وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ وہ بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔

"رستہ چننے کا اختیار دے دینا ہی تو اصل امتحان تھا ابر۔"

وہ نہیں ہو سکا سخت۔ وہ جتنا بھی مضبوط ہو۔ وہ اس شخص سے کیسے سخت لہجے میں بات کر سکتا تھا۔ کیسے ؟؟؟

"میں اس امتحان میں پاس ہوا یا فیل، میں نہیں جانتا۔ مگر میں اس مقام پر مطمئین ہوں اور تم نے کہا تھا کہ زندگی میں مطمئن رہنا ہی ضروری ہوتا ہے۔ میں نے مان لیا کہ میں سیاہی ہوں، میں کبھی روشنی نہیں بن سکتا۔"

اس کا لہجہ نم ہوا تھا شاید۔ وہ اس بات کا اعتراف کر رہا تھا کہ وہ برائی ہے۔ وہ برا ہے اور وہ سیاہی ہے۔

"میرے ساتھ کیوں؟"

اذیت سے بھرپور لہجے میں براق نے سوال کیا تھا۔

"میں تم سے دور ہوا کہ کہیں میری ساہی تمہاری چمک کو ماند نہ کر دے۔"

تھکا تھکا سا لہجہ۔اعتراف سچ میں تھکا دیتے ہیں۔ براق خاموش رہا۔وہ اسے کیسے بتاتا کہ وہ ابر کو روشنی دینے کے لیے ہمیشہ جلتا رہتا۔لیکن نہیں!! وہ خاموش رہا۔

"تم دنیا کو بچاتے رہے اور میں خود کو۔"

ابر آش نے اسے مسکرا کر دیکھا تھا۔اس کی سبز آنکھوں میں گہری اذیت تھی۔ جیسے وہ بہت تکلیف میں ہو۔

"خود کو بچانا غلط نہیں ہے۔ لیکن خود کو بچانے کے لیے پوری انسانیت کا قتل؟؟ کیوں ابر؟؟ کیوں؟"

وہ اس کے ابر کہنے پر مسکرا دیا۔خوبصورت مسکراہٹ میں آنکھوں نے بھی ساتھ دیا۔ جنید ایک طرف کھڑا خاموشی سے باری باری دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ابر آش کو یوں کھل کر مسکراتا دیکھ کر وہ کچھ حد تک سیدھا ہوا تھا۔

"قیمتیں چکانی پڑتی ہیں۔میری قیمت انسانیت تھی۔"

www.novelsclubb.com

اس کے الفاظ پر براق کے چہرے سے ساری نرمی جھٹ سے غائب ہوئی تھی۔
جذبات پر قابو پا کر اس پر بند باندھا تھا۔
"تو پھر میری قیمت تمہاری موت ہے!"
براق نے کہتے ہوئے جھک کر نیچے ٹانگ کے ساتھ موجود پستول کو نکالا تھا اور اس پر تانی تھی۔اس سے پہلے کہ دونوں میں سے کوئی کچھ بولتا۔کمرے میں گولی چلنے کی چیڑ دار آواز گونجی اور براق کے ہاتھ سے پستول زمین پر گر گئی۔تکلیف کے باعث وہ اپنا دائیاں بازو تھامتا پیچھے موجود صوفے پر ڈھے گیا۔حملہ اتنا اچانک تھا کہ ابرآش کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس نے ایک نظر کراہتے ہوئے براق کو دیکھا اور ایک نظر جنید کو جس کی پستول سے نکلی گولی نے اس کے دوست کو زخمی کیا تھا۔وہ غصے کی زیادتی سے اس کی جانب بڑھا۔اس کے ہاتھ سے پستول چھینی تھی اور جنید پر تانی تھی۔
"میں نے تمہیں منع کیا تھانا؟؟؟منع کیا تھا نا براق کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔"

ابر آش نے کہتے ہوئے ایک گولی اس کے دائیں بازو پر ماری تھی جس میں پہلے اس نے بندوق پکڑی ہوئی تھی۔

"وہ مجھ پر گولی نہیں چلا سکتا۔ وہ میرا رقیب نہیں ہے جنید۔ وہ میرا رقیب نہیں ہے۔"

اس نے غصے سے ہیضانی انداز میں چیختے ہوئے دو گولیاں اس کے بائیں کندھے اور بائیں ٹانگ میں اتاری تھیں۔ براق حیرت کی زیادتی سے اپنے سامنے موجود منظر کو دیکھ رہا تھا۔ وہ تو ابر آش کو دیکھ رہا تھا جو کوئی سائیکو پیتھ لگ رہا تھا۔ وہ جس ابر آش کو جانتا تھا وہ ایسا تو نہیں تھا۔ وہ تو بہت ٹھنڈے دماغ کا تھا۔ اسے شبہ ہوا کہ یہ اس کا ابر نہیں ہے۔

وہ اب پستول پھینک کر جنید کے گرے ہوئے کراہتے وجود کو ٹانگیں مار رہا تھا۔

"وہ مجھ پر گولی نہیں چلا سکتا۔"

www.novelsclubb.com

اس نے چیخ کر کہا تھا اور تبھی کمرے میں دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ایک نسوانی آواز گونجی تھی۔ابر آش نے مڑ کر دیکھا۔وہ براق کے صوفے کے عین پیچھے کھڑی تھی۔

"لیکن میں تو مار سکتی ہوں۔"

اس نے کہتے ساتھ ایک گولی ابر آش کے دائیں کندھے پر ماری تھی، بالکل وہیں جہاں جنید نے براق کو ماری تھی۔ براق نے آنکھیں بند کیں۔

ابر آش اپنا بازو تھامے زمین پر بیٹھا تھا۔یہ گولی کی تکلیف نہیں تھی، یہ دھوکے کی تکلیف تھی۔ براق نے اس کے جذبات کو استعمال کر کے اس کے خلاف ہتھیار بنایا تھا۔اسے لگا تھا وہ اکیلا آیا ہے۔وہ غلط تھا۔وہ اس کے بارے میں اب اندازے غلط ہی لگایا کرتا تھا۔

مصفرہ کے دائیں اور بائیں سے حماس اور باہس نکلے تھے۔حماس کے بازو پر پٹی بندھی تھی لیکن وہ دوسرے ہاتھ سے پستول ہاتھ میں تھامے مصفرہ کے محافظ بنے اس کے عین برابر کھڑے ہوئے۔پھر آگے بڑھ کر جنید کی جانب آئے۔البتہ

حماس اپنے زخمی بازو کے ساتھ فوراً سے براق کی جانب بڑھا تھا۔ براق نے حماس کو ہاتھ کے اشارے سے پیچھے رہنے کا بولا۔ وہ خود اپنے قدموں پر اٹھا تھا۔اس کی سفید پولو شرٹ خون سے بھر چکی تھی۔ زخم پر ہاتھ رکھنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ بھی اپنے ہی خون سے رنگے جا چکے تھے۔ مصفرہ کا دل ہولنے لگا۔

"تم نے مجھے دھوکا دیا؟اپنے ابر کو؟"

ابر آش نے سر اٹھا کر زخمی لہجے میں استفسار کیا۔ جیسے یقین نہ آیا ہو۔

"میں تمہارا دوست نہیں ملک کا محافظ بن کر آیا تھا۔"

براق بھی زخمی سا مسکراتے ہوئے بولا۔ دونوں کا زخم برابر تھا۔کندھے کا ہو یا دل کا۔دونوں برابر زخمی تھے۔

"میرا محافظ کون تھا مرزا؟؟؟میری حفاظت کس نے کرنی تھی؟؟؟میرا کیا قصور تھا؟؟"

وہ بے بسی سے چیختے ہوئے بولا تھا۔ براق اس کے برابر زمین پر بیٹھا۔ مصفرہ اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔ پستول ابھی بھی ابر آش پر تانی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم نے خود کی حفاظت کرنی تھی۔ میں نے تب تک تمہاری حفاظت کی جب تک تم میرے ہمراہ تھے۔ جب تم نے مجھ سے، فوج سے اور میرے ملک سے غداری کی۔۔اس وقت تم میرے مخالف ہو گئے۔اور تم تو جانتے ہوا برآش اعوان کہ براق مرزا غداروں کو کتے کی موت مارتا ہے۔"

اس بار براق کا لہجہ پھنکارتا ہوا تھا۔ جیسے سانپ زہر اگل رہا ہو۔ وہ نرمی بھلائے اب قوم کا محافظ بنا زخمی دل کے ساتھ کھڑا تھا۔ تبھی دروازہ کھلا اور کچھ رینجرز فوج کے یونیفارم میں اندر داخل ہوئے۔ جنید اور ابرآش کو اٹھا کر لے جایا جانے لگا۔ وہ ایک منٹ کے لیے رکا اور پیچھے مڑتے ہوئے زخمی لہجے میں گویا ہوا۔

"میں تب بھی برا تھا براق اور میں اب بھی برا ہوں۔ کچھ لوگ سیاہ ہی پیدا ہوتے ہیں اور سیاہی ہی ان کا مقدر ہوتی ہے۔ کسی ایک کو تو تمہاری کہانی کا ولن بننا تھا، تو وہ ابرآش اعوان کیوں نہیں۔"

یہ کہتے ہوئے ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹا تھا اور پھر وہ فوجی اسے کھینچتے ہوئے باہر لے گئے۔ براق نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا۔ کچھ فوجی اس کی جانب بڑھ رہے

تھے، اسے زخموں پر پٹی باندھنے کا بول رہے تھے۔اس کی آنکھیں دھندلانے لگیں۔دل میں شدید درد سی اٹھی۔ وہ دور جاتے ابر آش کے وجود کو دروازے کے پار دیکھ سکتا تھا۔زخم سے زیادہ دل میں تکلیف ہوئی۔اور پھر وہ اپنے پورے قد کے ساتھ دھندلاتی بصارت سے زمین بوس ہو گیا۔

ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے ہوئے جو آخری چیز اسے یاد تھی وہ مصفرہ کا اپنے پاس بھاگ کر آنا تھا۔اور پھر بے چین اور پریشان لہجے میں اس کا نام پکارنا تھا۔

چھوڑ جانے پر پرندوں کی مذمت کی ہو

تم نے دیکھا ہے کبھی پیڑ نے، ہجرت کی ہو

www.novelsclubb.com

جھولتی شاخ سے چپ چاپ جدا ہونے پر

زرد پتوں نے ہواؤں سے شکایت کی ہو

اب تو اتنا بھی نہیں یاد کہ کب آخری بار

دل نے کچھ ٹوٹ کے چاہا، کوئی حسرت کی ہو

عمر چھوٹی سی مگر شکل پہ جھریاں اتنی
عین ممکن ہے کبھی ہم نے بھی محبت کی ہو

دل شکستہ ہے کوئی ایسا ہنر مند بتا
جس نے ٹوٹے ہوئے شیشوں کی مرمت کی ہو

شب کے دامن وہی نور بھریں گے احمد
جن چراغوں نے اندھیرے سے، بغاوت کی ہو

===============

اس رات یہی طے ہوا تھا کہ ابر آتش اعوان کو کس طرح سے چکما دیا جائے۔ سب سے مضبوط ہتھیار جوان کے پاس موجود تھا وہ براق مرزا تھا۔ ویسے تو وہ تینوں براق کو

اکیلا بھیجنے پر راضی نہیں تھے لیکن براق نے انہیں یقین دلایا تھا کہ ابر آش جیسا بھی ہو، اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ مصفرہ اس کے دعوے پر حیران ہوئی لیکن خاموش رہی۔

ابر آش کے بندے براق کا پیچھا کر رہے تھے۔ اسے معلوم تھا وہ اس کی کال کے بعد ، اس کی لوکیشن ٹریس کر کے وہاں ضرور پہنچے گا۔ اور ایسا ہی ہوا تھا۔ جب وہ ائیر پورٹ پر اکیلا پہنچا تھا تو اس کے بندوں نے اطلاع دے دی تھی۔ ابر آش نے ہر ایک کو منع کر دیا تھا کہ کوئی بھی اسے روکے گا نہیں۔ تاکہ وہ سیدھا اس تک پہنچ سکے۔

اس کے جانے کے ٹھیک ایک گھنٹے بعد وہ تینوں اپنے حلیے تبدیل کر کے ائیر پورٹ تک پہنچے۔ ویسے تو حماس کنفرم کر چکا تھا کہ ابر آش کے بندے وہاں سے جا چکے ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے احتیاط برتنا اپنا فرض سمجھا۔

براق سے بالکل اگلی فلائیٹ ان کی تھی۔ اور پھر اسی فاصلے کے ساتھ وہ لوگ وہاں تک پہنچے تھے۔ وہ فوراً جاتے ساتھ اسے اپنے حوالے نہیں کر سکتے تھے کیونکہ براق

ان سے کافی دیر پہلے پہنچ جاتا۔اس لیے براق کافی وقت لے کر اس بلڈنگ تک پہنچا تھا۔جب اسے معلوم ہو گیا کہ مصفرہ لوگ قریباً اس سے آدھا گھنٹا دور ہیں، تب اس نے ابر آش کی بلڈنگ میں قدم رکھا تھا۔

جس وقت مصفرہ لوگ وہاں پہنچے تھے۔اسی وقت انہیں بہت سی گولیوں کی آواز آئی تھی۔دھڑکتے دلوں کے ساتھ وہ تینوں اس کمرے میں داخل ہوئے، جہاں سے گولیوں کی آواز گونجی تھی۔ سامنے کا منظر ہی عجیب تھا۔ابر آش جنید کو مطلب اپنے ہی بندے کو گولیاں مار کر اب اسے ٹھوکریں مار رہا تھا اور دوسری جانب براق زخمی کندھے کے ساتھ کھڑی پھٹی آنکھوں سے سب دیکھ رہا تھا۔ تبھی مصفرہ نے اس پر گولی چلائی تھی۔اور اس کے بعد جب وہاں آرمی پہنچ گئی تو وہ ان کے لیڈر سے بات کر رہی تھی اور براق کو ہسپتال منتقل کرنے کے حکم صادر کر رہی تھی جب اس نے براق کو پورے قد کے ساتھ زمین بوس ہوتے دیکھا۔

اس سے زیادہ تکلیف دہ نظارہ وہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔حماس اور باہس باقی سپاہیوں کے ساتھ جنید اور ابر آش کو لے کر گئے تھے۔وہ اندھا دھند براق کی جانب بڑھی

تھی اور تبھی حماس بھی وہاں واپس آیا تھا۔ براق کو زمین پر گرا دیکھ کر وہ اس کی جانب بڑھا اور پھر ان دونوں نے اسے ہسپتال منتقل کیا۔

حماس تو جیسے ہمت ہار گیا تھا۔ پہلے منسا کو کھونا، اب براق کو گولی لگنا اور ساتھ خود بھی زخمی ہونا۔ وہ ہمت ہار کر ہسپتال کے کوریڈور میں بیٹھا تھا۔ باہس تو جنید اور ابرآش کے ٹریٹمنٹ کے لیے باقی فوجیوں کے ساتھ تھا۔ یہاں سب مصفرہ نے سنبھالا ہوا تھا۔ ہسپتال کے کام، دوائیوں کا انتظام، ادھر ادھر کی بھاگ دوڑ۔ وہ سب اکیلی دیکھ رہی تھی۔ تھک تو وہ بھی چکی تھی لیکن اسے بڑے ہونے کا ظرف دکھانا تھا۔

یہ اس کو مان لینے کی گھڑی تھی
وہ لڑکی ظرف میں مجھ سے بڑی تھی

میں رستے تھام کر بیٹھا ہوا تھا
مگر اس کو تو جانے کی پڑی ہوئی تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہجوم دشمناں تھا، تہمتیں تھیں
وہ تنہا تھی مگر ڈٹ کے کھڑی تھی

یہ اس کو مان لینے کی گھڑی تھی
وہ لڑکی ظرف میں مجھ سے بڑی تھی
(علی زریون)

============

ایک ہفتہ بیت چکا تھا اور اس ایک ہفتے میں ٹی وی پر مسلسل ایک ہی نیوز چل رہی تھی۔ کئی ڈاکٹرز جو اس کالے دھندے میں ملوث تھے، وہ پکڑے جا چکے تھے اور جو بھی اس سارے معاملے میں ملوث تھا، آہستہ آہستہ کر کے کہیں نا کہیں سے وہ فوج کی گرفت میں آ چکے تھے۔ پورا ہفتہ اسی سب میں گزرا تھا۔ حماس اور براق کے زخم اب بھر رہے تھے۔ مصفرہ کے ماتھے پر بہت گہرا زخم آیا تھا جو اب کافی حد تک مندمل تھا۔ اور باہس بھی بری طرح سے زخمی تھا۔ وہ اس ایک ہفتے میں قریباً بیس

شہروں پر چھاپے مار چکے تھے۔وہ چار لوگ کئی ملک کے دشمنوں پر بھاری تھے۔اور عذاب الٰہی کی طرح ملک کے دشمنوں پر نازل ہوئے تھے۔ آج قریباً آٹھ دنوں بعد وہ خوشاب میں جمع ہوئے تھے۔ پچھلے دس دنوں میں وہ صرف گنے چنے گھنٹے سوئے تھے۔

حماس اور باہس آرام کرنے کی غرض سے اپنے کمروں میں چلے گئے۔البتہ مصفرہ اور براق بہت ضروری کام سے جنگل میں آئے تھے۔استبل سے دو گھوڑے لیے، وہ ایک ایک گھوڑے تھامے کھڑے تھے۔ایک کونے میں درخت کے ساتھ اکبر کو باندھا ہوا تھا۔گھوڑوں سے اتر کر اکبر کی جانب بڑھے جو نفی میں سر ہلانے لگا۔

مصفرہ نے جھک کر اس کے منہ سے کپڑا نکالا۔

"تم لوگوں نے کہا تھا کہ محفوظ جگہ پہنچاؤ گے۔"

اکبر کی خوف زدہ آواز نے جنگل کی خاموشی کو توڑا۔

"ہاں ہم نے کہا تھا۔اور تمہیں پتا سب سے محفوظ جگہ کونسی ہے؟"

براق نے سرد سے لہجے میں استفسار کیا تو وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"قبر!"

مصفرہ نے اسے بالوں سے پکڑتے ہوئے بولا۔ مصفرہ اور براق نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور سر ہلا دیا۔

پھر اکبر کا ایک بازو اور ایک ٹانگ ایک گھوڑے کے ساتھ باندھا اور دوسرا بازو اور دوسری ٹانگ دوسرے گھوڑے سے۔ مصفرہ اور براق ایک ایک گھوڑے پر سوار ہو گئے اور پھر سر کے اشارے کے بعد دونوں نے اپنے اپنے گھوڑے دوڑانا شروع کر دیے جس کے ساتھ اکبر بندھا ہوا تھا۔

اس کی چیخیں پورے جنگل میں گونجنے لگیں اور کافی دیر اسی طرح اسے اذیت دینے کے بعد ان دونوں نے سر اٹھا کر ایک دوسرے کو دیکھا اور نظروں میں کوئی اشارہ کیا۔ بس پھر اس کے ساتھ ہی وہ دونوں الگ الگ سمت میں اپنے گھوڑے دوڑا گئے۔ یہی وہ انجام تھا جو ایک زانی کا ہونا چاہیے تھا۔ اکبر نے ایک نہیں کئی لڑکیوں کی عزتیں پامال کی تھیں اور اسے اتنی آسان موت نصیب ہو جائے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔

براق اور مصفرہ جس وقت گھر واپس آئے، تب بھی حماس اور باہس سوئے ہوئے تھے۔

"فریش ہو کر کچھ دیر آرام کر لو۔ رات کے کھانے پر ملتے ہیں۔"

وہ مسکرا کر سر ہلا کر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئی۔ براق کی نظروں نے اس کا پیچھا کیا۔ وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اپنے بارے میں، کچھ اس کے بارے میں۔۔ لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کس طرح سے بات کی جائے۔

سر جھٹک کر وہ بھی اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

مصفرہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو منسا کی جانی پہچانی خوشبو ابھی بھی کمرے میں پھیلی تھی۔ وہ اس قدر تھک چکی تھی کہ بستر پر لیٹتے ہی نیند کی آغوش میں چلی جاتی۔ لیکن مصفرہ کا مسلئہ یہی تھا کہ نینداس سے روٹھ جاتی تھی۔ تھکے قدموں سے وہ پورے کمرے پر نظر ڈالتے ہوئے بستر پر آ بیٹھی۔ جھک کر شوز اتارے تو بیڈ پر نظر پڑی۔ وہ قریباً سات سے آٹھ دن بعد اس کمرے میں سکون کے ساتھ داخل ہوئی تھی۔ بستر پر ایک طرف منسا کا سفید رنگ کا دوپٹہ پڑا تھا۔ مصفرہ نے بازو لمبا کر کے

بستر سے دوپٹہ اٹھایا تو اس سے منسا کے بالوں کی مہک اٹھی۔ایک آنسو اس کی آنکھ میں آٹھہرا۔وہ کمزور دل کی نہیں تھی لیکن جب وہ اپنے خول سے باہر نکلی تو منسا اس کی واحد دوست بنی تھی۔سب سے اچھی دوست۔پہلی دوست۔اور اکلوتی دوست۔یہ اکلوتے دوست اتنی اذیت کیوں دیتے ہیں؟

وہ تھک گئی تھی۔منسا ہوتی تو اس وقت وہ دونوں مشن کے مکمل ہونے پر خوش ہوتے، ہلا گلا کرتے اور خوب خوشی مناتے۔لیکن یہی تو مسئلہ تھا کی وہ نہیں تھی۔ بس اس کی خوشبو تھی اور اس کی یادیں جو کسی آسیب کی طرح اس کمرے میں اور مصفرہ کی زندگی میں پھیل گئی تھیں۔وہ اس کا دوپٹہ ہاتھ میں پکڑے، لبوں سے لگا گئی اور پھر ایک آنسو اس کی گال پر بہہ گیا۔تبھی مصفرہ رو دی۔نہ جانے کس کس بات پر وہ رو دی۔

وہ رو رہی تھی۔

منسا کے نا ہونے پر۔

اپنی دوست کھونے پر۔

www.novelsclubb.com

اپنے بھائی کی محبت کھونے پر۔

تھکن سے۔

مشن کے مکمل ہونے پر۔

اتنی اموات دیکھنے پر۔

حماس کی چوٹ پر۔

براق کے زخموں پر۔

باہس کے خاموش ہو جانے پر۔

منسا کے منوں مٹی تلے دفن ہونے پر۔

پھر سے اکیلا ہو جانے کے خوف پر۔

براق اور حماس کو چھوڑنے پر۔

ایک فیملی جیسے رشتوں کو چھوڑنے پر۔

وہ رو رہی تھی۔

اسے نہیں معلوم کیوں؟

لیکن وہ رو رہی تھی۔

============

رات کے کھانے پر سب دیر سے جمع ہوئے تھے۔ باھس اور حماس اب کچھ حد تک فریش تھے۔البتہ براق کے بازو پر ابھی بھی پٹی بندھی تھی۔ مصفرہ بھی رونے کے بعد نہا کر فریش ہوتی نماز پڑھتی نیچے آگئی تھی۔ مسکرا کر سب کو سلام کیا اور کھانے کی میز پر جمع ہو گئے۔

"کیا ہے کھانے میں؟"

باھس بھی حماس کے برابر بیٹھتے ہوئے جھک کر بولا۔

"بریانی۔"

حماس نے ٹرے کا ڈھکن اٹھاتے ہوئے بولا تو آواز میں ہلکی سی خوشی بھی تھی۔ براق ان کے مسکراتے چہرے دیکھ کر مسکرا دیا۔ کھانے کا آغاز ہو گیا۔

"کل ہماری فلائٹ ہے۔ دوپہر دو بجے کی۔"

براق کے بولنے پر سب کے کھانے سے ہاتھ رک گئے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، پھر براق کو۔

"مطلب یہ آخری ڈنر ہے جو ہم ساتھ کر رہے ہیں۔"

باہس نے کھانے کی جانب اشارہ کر کے جیسے یقین دہائی کی ہو۔اس کی بات پر مصفرہ کا کھانے سے دل اُچاٹ ہو گیا۔وہ اختتامی مراحل سے نہیں گزرنا چاہتی تھی۔

براق نے اسے دیکھا جس کا چہرہ بجھ گیا تھا۔خاموش تو حماس بھی ہو گیا تھا۔اور باہس بھی کچھ بے چین سا تھا۔

"منسا ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔"

باہس کے بولنے کی دیر تھی۔سب نے کھانے سے ہاتھ روک لیے تھے۔سب کے چہروں پر سوگوار یت پھیلی۔اس کی کمی تو بے انتہا محسوس ہو رہی تھی۔اور مصفرہ تو تازہ تازہ اس کے غم پر رو کر آئی تھی۔یہ شاید تا عمر کا روگ تھا اب۔

انسان کو وقتی غم اتنی ہی تکلیف نہیں دیتا جتنا مستقل غم۔پھر غم سے بڑا غم،اس دکھ اور اذیت کا مستقل ہونا ہوتا ہے۔

"میں چائے بناتی ہوں۔آخری شام میں اچھی سی چائے۔"

مصفرہ کہتی ہوئی میز سے اٹھ گئی تو براق نے اس کے چہرے پر بکھری آدھی ادھوری سی مسکراہٹ دیکھی۔ حماس کے چہرے پر سایہ سا گزرا۔ان کے لیے چائے ہمیشہ منسا بنایا کرتی تھی۔افففف!! کیا کیا قربانیاں دے ڈالی تھیں۔

پھر وہ کچھ دیر بعد لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ہاتھ میں چائے کے کپ تھے۔

"ابرآش اعوان اس وقت جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے۔اس کی ساٹھ سے ستر فیصد ٹیم بھی پکڑی جا چکی ہے۔باقی کا کام اب فوج کا ہے۔ہمارا فرض مکمل ہو گیا۔"

براق نے سنجیدہ سے لہجے میں ہر چیز بتائی۔

"الحمدللہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ہم نے اس ملک کی حفاظت کرنے میں اپنا کردار ادا کر دیا۔اب مجرموں کو سزا دینا قانون کا کام ہے۔"

براق کی بات پر حماس نے کپ سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اور جنید کا کیا؟؟"

www.novelsclubb.com

جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ منسا کی موت کا سبب وہ جنید تھا۔تب سے اسے اس جنید سے عجیب سی نفرت محسوس ہو رہی تھی۔اس کا بس چلتا تو وہ اس جنید نامی شخص کو اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارتا۔کاش وہ منسا کے لیے اتنا کر سکتا۔ کاش!!

"اسے ابرآش نے تین گولیاں ماری تھیں۔خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کی ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی موت واقع ہو گئی تھی۔"

براق کی بات پر حماس، مصفرہ اور باہس کے چہرے پر اطمینان کا سایہ لہرایا۔منسا کا قاتل اپنے ہی مالک کے ہاتھوں مرا تھا۔جس کی ساری عمر پیروی کی، آخر پر اسی نے اسے ختم کر دیا۔وہ بھی اپنے مخالف کھڑے شخص کی خاطر۔قدرت کے نظام بھی منفرد اور عجیب ہوتے ہیں۔

"میں آپ لوگوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ لوگوں نے پوری ہمت کے ساتھ میرا اس مشن میں ساتھ دیا۔اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سی خوبصورت یادیں بھی، جن کے سہارے شاید میں عمریں گزار سکوں۔"

www.novelsclubb.com

براق نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ مصفرہ کو دیکھتے ہوئے بولا تو حماس اور باہس شرارتی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ مصفرہ اور براق ان کی جانب متوجہ نہیں تھے۔ وہ مدھم مسکراہٹ سے ایک دوسرے کو تک رہے تھے۔
حماس نے گلہ کھنکھارا تو دونوں ان کی جانب متوجہ ہوئے اور پھر ان کی شرارتی آنکھوں کو دیکھ کر خجل سے ہو گئے۔
"منسا کی شہادت نے ہم سب کو دکھی کیا ہے لیکن وہ ہم میں سے سب سے خوش قسمت تھی کہ اسے شہادت نصیب ہوئی۔ اس لیے ایک دوسرے کو ہنستے چہروں سے الوداع کرنا بہتر رہے گا۔ ٹھیک کہا نا؟"
براق نے سب سے رائے مانگی تو سب مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئے۔ ایک آسودہ مسکراہٹ۔
"شاید ہم پھر ملیں۔۔۔ شاید کسی مشن میں؟"
حماس نے کسی امید کے تحت پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں تو اسی ماہ کے اندر اندر واپس جا رہا ہوں۔ لیکن مجھے آپ لوگ جب بلائیں گے میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

باہس نے سر جھکا کر حکم کی تعمیل میں کہا تو سب مسکرا دیے۔

"کیوں تم نے ہمیں اپنی شادی پر نہیں بلانا؟"

مصفرہ نے چائے کا گھونٹ بھرنے کے بعد شرارتی لہجے میں استفسار کیا۔

"میرے گھر والے مجھے بلا لیں، یہی بہت ہے۔"

باہس نے ہنستے ہوئے کہا تو سب ہنس دیے۔

"خیر ! بلاؤں گا۔۔ کیوں نہیں بلانا۔ میرا اور ہے ہی کون ؟"

باہس نے اموشنل ہوتے لہجے میں کہا تو حماس نے اسے ہنستے ہوئے گلے لگا لیا۔ وہ دونوں ایک ساتھ صوفے پر بیٹھے تھے۔

"میں سچ بول رہا ہوں۔ میری عجیب نیچر کی وجہ سے مجھے کوئی دوست نہیں بناتا تھا۔ اور اس مشن کے بعد میرے پاس اتنے خوبصورت دوست ہیں کہ مجھے لگ رہا ہے یہی میری کمائی ہے۔"

باہس کی بات پر سب خوبصورت مسکراہٹ چہروں پر سجائے اسے دیکھنے لگے۔

"کمائی سے یاد آیا۔کل لاہور پہنچ کر سید ھاہیڈ کوارٹر پہنچنا ہے۔کرنل سر سے ملاقات ہے اور تم لوگوں کے پیسے کل تک اکاؤنٹ میں پہنچ جائیں گے۔"

براق کی بات پر حماس نے دانت نکالے تھے۔

"یہ آج کی تاریخ کی سب سے اچھی بات کی ہے تم نے میرے بھائی۔"

اس کی بات پر سب ہنس دیے۔اسی طرح بہت سی باتوں کے ساتھ وہ اپنے اپنے کمروں میں آخری رات گزارنے کے لیے چل دیے۔زیادہ تر باتوں میں منسا کی باتیں تھیں۔لیکن اب کی بار انہوں نے آسودہ ہو کر اس کی باتیں نہیں کی تھیں بلکہ خوشی سے مسکراتے چہروں سے اسے یاد کیا تھا۔

آپ کردار کے منصب پہ نہ تنقید کریں

یہ مصنف کو پتہ، کون کدھر اچھا ہے

========

صبح مسکراتے چہروں کے ساتھ ناشتہ ہوا تھا۔اس کے بعد سب اپنی پیکنگ کرنے کے لیے چل دیے۔ مصفرہ نے منسا کی ساری چیزیں اس کے بیگ میں رکھ دی تھیں لیکن اس کا سفید رنگ کا سٹالر اس نے اپنے پاس رکھا تھا۔اتنا تو وہ حق رکھتی تھی کہ وہ منسا کی کوئی چیز بطور یاد اپنے پاس سنبھال کر رکھ سکے۔

ناچاہتے ہوئے بھی اس کی چیزیں سمیٹتے ہوئے مصفرہ کی آنکھوں میں آنسو جما ہو گئے تھے۔ اس کی نظر اپنے سامان میں موجود ڈرائیر پر پڑی تھی جو وہ دونوں باری باری استعمال کیا کرتے تھے۔

منسا کی جانب والے بیڈ پر بیٹھتی وہ بیڈ پر انگلیاں پھیرتی ہوئی منسا کی اور اپنی باتیں یاد کر رہی تھی جو اس کمرے میں وہ سونے سے پہلے کیا کرتے تھے۔

آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ اپنا اور منسا دونوں کا سامان لیے نیچے آگئی جہاں سب پہلے سے موجود اس کا انتظار کر رہے تھے۔ براق نے کمروں کو لاک کیا اور پھر وہ باہس کے کہنے پر ایک بار بیسمنٹ کا چکر لگا آئے۔ مصفرہ کو لگ رہا تھا وہ بہت انمول چیزیں کھونے جا رہی ہے۔یہ جگہ، یہ گھر، یہ کمرے، یہ چیزیں اور سب

www.novelsclubb.com

سے بڑھ کر یہ لوگ۔۔۔اسے ایسا کچھ کہیں بھی نہیں ملنے والا۔وہ جانتی تھی۔ وہ بہت اچھے سے جانتی تھی۔

دروازے کے باہر کھڑے ہو کر وہ تینوں لڑکے گاڑی میں سامان رکھنے لگے۔انہیں ابھی ڈیڑھ گھنٹے کا سفر کر کے سرگودھا کے ائیر پورٹ تک جانا تھا۔اس لیے گاڑیوں میں سامان رکھنے لگے۔ براق گھر کا دروازہ بند کر چکا تھا۔وہ مین گیٹ پر کھڑے ہو کر مڑ کر گھر کے دروازے کو دیکھنے لگی اور پھر اس کی بصارت میں وہ منظر چلنے لگے جب اسی گیٹ پر ملسا اور مصفرہ ایک دوسرے کے گلے لگی کھڑی تھیں۔وہ ان کے ٹریننگ کے دن تھے۔وہ کتنی پیاری تھی۔ کتنی اچھی باتیں کرتی تھیں۔

"مصفرہ! چلیں؟"

www.novelsclubb.com

براق کی آواز پر وہ چونکی اور نم آنکھوں کو جھپک کر اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھ گئی۔

براق نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔جبکہ مصفرہ پچھلی سیٹ کی جانب بڑھی لیکن حماس اس کے سامنے آگیا۔

"مجھے کچھ دیر سونا ہے، تم فرنٹ سیٹ پر چلی جاؤ میری پیاری بہن۔"

مصفرہ نے اسے گھورا تو وہ مسکرا کر معصومانہ چہرہ اس کے سامنے پیش کر گیا۔ مصفرہ نے آنکھیں گھما کر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور بیٹھ گئی۔ براق جو جھک کر ڈیش بورڈ میں سے کچھ تلاش رہا تھا، مصفرہ کی خوشبو پہچان کر سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر مڑ کر حماس اور باہس کو دیکھا جو ایک دوسرے کو تھمس اپ کر رہے تھے۔ جیسے کوئی بہت اچھا کارنامہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

وہ سر جھٹک کر ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔

مصفرہ خاموشی سے اس کے ابھرتے ڈمپل دیکھنے لگی۔ حماس اور باہس تو مکمل طور پر ان سے بے نیاز اپنی باتوں میں مصروف تھے۔ براق نے گاڑی چلادی تو مصفرہ گہری سانس بھر کر نظروں کا زاویہ بدل گئی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

کچھ دیر بعد براق نے بات کا آغاز کیا۔

"تمہارے بارے میں۔۔"

مصفرہ نے آہستہ آواز میں کھوئے کھوئے لہجے میں جواب دیا۔

"میرے بارے میں کیا؟"

براق سچ میں چونکا تھا۔اس کے چونکنے پر وہ اپنی سوچوں سے نکلی تھی اور پھر جیسے اپنے الفاظ کی سمجھ آئی۔بات کو بدلنے کے لیے گویا ہوئی۔

"فکر نہ کرو کچھ اچھا نہیں سوچ رہی۔"

اس نے گھور کر کہا تو وہ ہلکا سا ہنس دیا۔حماس اور باہس نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور آنکھ دبائی۔پھر دوبارہ سے آپس میں مصروف ہو گئے۔

"سچ میں؟"

وہ ہنس کر بولا تو مصفرہ کو اپنا دل دھڑکتا ہوا محسوس ہوا۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"جب میں نے تمہیں کیس دیا تھا تب میں تمیں بالکل پسند نہیں کرتا تھا۔"

براق کی بات پر وہ نظریں اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

"اور اب؟"

اس کا لہجہ بہت دھیما تھا۔ یہاں تک کہ حماس اور باہس کو بھی آواز نہ گئی۔

"اب۔۔۔"

وہ ایک نظر اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھ کر اپنی نظریں سڑک پر جما گیا۔ وہ خاموش رہا۔ مزید کچھ نہ بولا۔ مصفرہ کا جی چاہا وہ دوبارہ پوچھے لیکن عزت نفس کو مد نظر رکھتے ہوئے خاموش رہی۔ ایسے تو پھر ایسے ہی سہی۔

ائیر پورٹ پر پہنچنے کے بعد مصفرہ نے نیند کی گولی لے لی تھی۔ وہ پورا رستہ سوتی آئی تھی۔ کیونکہ وہ کل رات بھی سو نہیں پائی تھی تو اب کچھ گھنٹے کی نیند درکار تھی۔ ان کی دوبارہ کوئی بات نہ ہو سکی۔ ہیڈ کوارٹر سے نکل کر سب ملے اور اچھے سے ریسٹورنٹ میں رات کا کھانا کھایا گیا۔ پھر وہاں سے سب ایک دوسرے کو الوداع کرتے نکل گئے۔ البتہ براق نے مصفرہ کو گھر ڈراپ کرنے کی آفر کی تھی جسے وہ قبول کر چکی تھی کیونکہ فلوقت اس کے پاس اپنی گاڑی نہیں تھی۔ مشن سے پہلے بھی اسے آفس کی گاڑی میں ہی پک کیا گیا تھا۔

"افف اپنے شہر میں واپس آکر مجھے احساس ہوا ہے کہ مجھے کتنا پیار ہے لاہور سے۔"

مصفرہ فرنٹ سیٹ کا شیشہ نیچے گرائے، لاہور کی بہتی سڑک کو دیکھ کر بول رہی تھی۔

"تمہیں بھی لاہور نے اپنی محبت میں گرفتار کر لیا؟"

براق نے مسکراتے لہجے میں، ہوا کی روش پر اس کے اڑتے بالوں کو دیکھ کر بولا تھا۔ جن میں ابھی بھی دو سرخ لٹیں موجود تھیں۔

"محبت تو خیر نہیں لیکن انسیت ہے۔"

وہ ابھی بھی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ براق نے ایک نظر اسے دیکھا جو اس وقت سیاہ رنگ کی بیگی جینز پہنے ہوئے تھی۔ سیاہ رنگ کے ٹاپ کے اوپر سفید کھلی بٹنوں والی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ سفید رنگ کا سٹالر اس کے گلے میں تھا جو شاید ملنسا کا تھا۔ بالوں کو ہائی ٹیل میں باندھا ہوا تھا جو سفر کی وجہ سے اور پورے دن

کی مسافت کے بعد اب ڈھیلی ہو چکی تھی، اسی لیے کچھ آوارہ لٹیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"محبت کیوں ں ہیں؟"

وہ اس کے سراپے سے نظریں چرا کر سامنے سڑک کو دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

"ڈر لگتا ہے محبت کرنے سے۔"

آواز مدھم تھی۔ چہرہ ابھی بھی کھڑکی کے پار تھا۔

"محبت کرنے سے کیوں ڈرتی ہو؟"

اس نے کھڑکی سے باہر جھانک کر عمارتوں کو گزرتے ہوئے دیکھتے ہوئے آہستہ سے پوچھا۔

مصفرہ نے شیشے کے ساتھ ٹیک لگائی اور خاموشی سے آہ بھری۔ ایک سرد اور ٹھنڈی آہ۔

"میں اپنے دل کو کسی کے سامنے رکھنے سے ڈرتی ہوں جو اسے ٹکڑوں میں واپس میرے حوالے کر دے۔ اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ میں کتنی بار

www.novelsclubb.com

اپنے آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں کہ میں اس محبت کی مستحق ہوں جس کے بارے میں میں محسوس کرتی ہوں، محبت میں ہونے کا خیال ہی مجھے خوفزدہ کرتا ہے کیونکہ یہ وہ راہ ہے جو جس سے پلٹنے کی کوئی راہ نہیں۔"

آواز بہت مدھم تھی۔آہستہ سی۔

"میرے ہر ہر جذبے میں شدت ہے۔اور ہر شدت والا جذبہ انسان کو توڑ دیتا ہے۔ شاید میرے جیسی سے محبت کرنا بہت مشکل ہے۔"

براق کی گرفت اسٹیئرنگ کے گرد مضبوط ہو گئی،جبڑے سخت ہو گئے۔اس نے اپنے آپ کو کچھ کہنے سے روکا جس پر اسے بعد میں افسوس ہوا اور ہلکا سا بڑبڑایا۔

"شاید۔"

www.novelsclubb.com

حالانکہ وہ کہنا چاہتا تھا کہ تم جیسی لڑکی سراپہ محبت ہے۔محبت کے لیے یہ نہیں دیکھا جاتا کی محبوب کیسا ہے اور کیوں ہے۔بس محبوب ہے اور دل کے قریب ہے۔فقط یہی محبت کے تقاضے ہوتے ہیں۔اور اس کے نزدیک وہ دنیا کی ساری محبتوں کی

مستحق لڑکی تھی۔وہ خاموش رہا۔وہ کبھی بتائے گا اسے کہ وہ کتنی محبتوں کی مستحق ہے۔وہ کس قدر سراپہ محبت ہے۔لیکن ابھی کے لیے وہ خاموش رہا۔

پھر اسے دروازے کے باہر چھوڑ کر وہ تب تک نہ گیا۔جب تک کہ مصفرہ کے کمرے کی کھڑکی سے لائیٹ جلنے کا معلوم نہ ہو گیا۔گہری سانس بھرتا وہ خاموشی سے گاڑی موڑ گیا۔وہ بہت جلد دوبارہ آئے گا۔تب تک کے لیے مصفرہ کو کچھ وقت اکیلا چھوڑنا بہتر تھا کیونکہ منسا کی موت کے بعد وہ کھل کر روئی نہیں تھی۔اور اب لاہور آکر۔تنہائی میں اسے وقت درکار تھا۔

ایک شہزادی نے پوچھا ہے رہائش کے لئے..!!

دل میں رہنا ہو تو رہنے کا کرایہ کیا ہے !!

www.novelsclubb.com

اُس کو شاید یہ بتایا نہیں کم ظرفوں نے

عشق انسان نگل جاتا ہے سایہ کیا ہے..!!

==========

ان پانچ لوگوں کی ان تھک محنت کے بعد وہ اس مشن میں کامیاب ہو گئے تھے۔

ابرآش اور باقی لوگ جو اس کام میں ملوث تھے، وہ سلاخوں کے پیچھے تھے۔

مقدمے چلنے تھے۔اور ثبوت پیش کیے جانے تھے۔ لیکن اب ان سب میں مزید

ان چاروں کا کوئی کام نہیں تھا۔ وہ سب اپنی اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ رہے

تھے۔ باہس فلوقت اسلام آباد میں رہائش پذیر تھا اور وہاں سے ایک ماہ کے اندر اندر

وہ واپس جارہا تھا۔ پاکستان سے دور۔

جب براق اسے گھر چھوڑ کر گیا تو مصفرہ بے جان قدموں سے اپنے کمرے تک

پہنچی۔ نہاد ھو کر فریش ہوتی وہ اپنا سامان ان پیک کر گئی۔ منسا کا سامان اس کے گھر

پہنچا دیا گیا۔ وہ بستر پر لیٹی تو یوں محسوس ہوا کہ ایک لمبی مسافت طے کر کے واپس آئی

ہو۔ گھر کی خاموشی کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔ پہلے اسے اسی خاموشی میں سکون

محسوس ہوتا تھا۔ اس نے نیند کی گولی کھائی اور تب تک پورے گھر کا ایک چکر لگا

آئی۔ چھت کے پودے سوکھ کر کانٹا ہو چکے تھے۔ گھر میں گرد ہی گرد موجود تھی۔

www.novelsclubb.com

حالانکہ وہ کھڑکیاں اور دروازے بند کر کے گئی تھی لیکن یہ مٹی ہر جگہ سے اپنا رستہ بنا لیتی ہے۔جب نیند کی گولی نے اثر دکھانا شروع کیا تو وہ تھک ہار کر بستر پر آ لیٹی۔ آنکھیں بند کرنے پر براق کا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے گزرا۔اس کا ڈمپل۔ اس کی مسکراہٹ۔اس کی آواز۔اس نے سر جھٹک کر موبائل اٹھایا اور حماس کو کال کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن وقت دیکھ کر وہ موبائل رکھ گئی اور پھر براق کو سوچتے ہوئے نیند کی آغوش میں پناہ لے لی۔

==============

دو ہفتے گزر چکے تھے۔ ہر کوئی اپنی روٹین میں آ چکا تھا۔ باہس بھی واپس چلا گیا۔اور جانے سے پہلے ان سے ملنے لاہور آیا تھا۔وہ پہلا موقع تھا جب اس مشن کے بعد ان کی ملاقات ہوئی تھی لیکن اس ملاقات میں براق موجود نہیں تھا۔ وہ تینوں لاہور کے ایک اچھے ریسٹورنٹ میں ملے تھے اور بہت سی خوش گپیوں کے بعد باہس کو الوادع کرنے ائیر پورٹ تک آئے تھے۔وہ تینوں ائیر پورٹ سے پہلے منسا کی قبر پر

بھی گئے تھا اور اس کی والدہ سے بھی ملے۔ وہاں سے حماس اسے چھوڑنے اس کے گھر آیا۔ وہ دونوں باتوں میں مصروف تھے۔

"جب ٹریننگ کے دن تھے تو میں، منسا اور باھس روتے تھے کہ بھلا اتنی سخت ٹریننگ بھی کیوں لیکن پھر مشن کے بعد احساس ہوا کہ اگر وہ ٹریننگ نہ کی ہوتی تو ہم اتنے مضبوط نہ ہوتے اور شاید کبھی مشن پورا نہ کر پاتے۔"

مصفرہ مسکرا کر بول رہی تھی۔ وہ ان گنے چنے لوگوں کے ساتھ کھل کر بولتی تھی۔ اس کی جھجک جو بہت شروع میں تھی وہ اب کہیں نہیں تھی۔ حماس بھی مسکرا کر اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"ہماری ہر بات میں منسا کا ذکر آ جاتا ہے۔"

حماس نے آسودہ مسکراہٹ سے کہا۔ مصفرہ بھی بے بسی سے مسکرا دی۔

"میری سب سے پہلی دوست تھی وہ۔ تمہیں پتا ہے میری کبھی کسی سے دوستی نہیں رہی۔ سکول میں پھر بھی کلاس کی کچھ لڑکیوں کے ساتھ اچھی بات چیت تھی

لیکن اس کے بعد تو میں بالکل ہی خاموش بچی بن کر ایک کونے میں ہو کر بیٹھ جاتی تھی۔"

مصفرہ کچھ یاد کر کے بول رہی تھی۔ماضی کا ذکر اذیت کا سبب تھا لیکن وہ بات کا رخ بدلنا چاہتی تھی۔اسی طرح وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے مصفرہ کے گھر تک پہنچ گئے۔

"آجاؤ اندر۔چائے پیتے ہیں۔"

مصفرہ نے خوش دلی سے اسے انوائیٹ کیا تو وہ انکار کر گیا جس پر اس نے حماس کے کان کھینچے۔

"عزت سے گاڑی سے نکلو اور اندر آؤ۔اتنی دیر بعد ملیں ہیں، کچھ باتیں ہی ہو جائیں گی۔"

وہ اس کے رعب سے کہنے پر ہنس کر گاڑی سے اتر گیا۔اسے سچ میں لگا تھا جیسے اس کی بڑی بہن اس پر رعب جھاڑ کر اسے حکم سنا رہی ہو۔اندر آ کر وہ سامان لاؤنج میں

کے صوفوں پر رکھتی،سیدھا اوپن کچن میں آگئی تو حماس بھی اس کے پیچھے ہی کچن کاؤنٹر پر آکر بیٹھ گیا۔پھر چائے بنانے کے دوران ہی باتیں ہوتی رہیں۔

موسم کچھ بہتر تھا تو وہ چائے کے مگ تھام کر چھت پر آبیٹھے۔ارد گرد تازہ لگے پودے تھے کیونکہ مصفرہ نے ان کی کانٹ چھانٹ کر کے نئے پودے لگائے تھے۔

"تمہارا براق سے کوئی رابطہ ہوا؟"

حماس نے کپ لبوں کو لگاتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔مصفرہ اپنے جھولے میں اور حماس سامنے موجود کرسی پر۔اس کے ذکر پر مصفرہ کے دل نے یوں جیسے رفتار پکڑی تھی۔

"نہیں!کوئی رابطہ نہیں ہوا۔"

وہ اداس سی بولی۔حماس نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا جو براق کے ذکر پر چمکا تھا اور پھر جواب دیتے ہوئے مدھم سا بجھ گیا۔

"وہ ابھی تک اسی سلسلے میں کرنل کے انڈر ہے۔ دو ہفتوں سے گھر بھی نہیں آیا۔ نا جانے کس شہر میں ہے۔ دو منٹ کے لیے فون کر کے اپنی خیریت بتا دیتا ہے اور بس۔"

حماس بھی نرم لہجے میں اسے بتا رہا تھا۔ شام کے سائے ڈھلنے والے تھے۔ وہ عصر کا وقت تھا۔ اور مدھم سی ہوائیں چل رہی تھی۔ اکتوبر اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا، اس لیے ہلکی ہلکی سردی بھی آگئی تھی۔ لیکن شہر لاہور میں اس سردی کو کوئی سردی سمجھتا ہی نہیں تھا۔

جب مصفرہ نے جواب نہ دیا تو وہ اداس سا مسکرا دیا۔ وہ سر اٹھائے آسمان کو دیکھ رہی تھی اور ہاتھ میں کافی کا مگ تھا۔ ایک سفید سٹالر اس کے گلے میں موجود تھا۔ حماس پہچانتا تھا وہ کس کا ہے۔

"مصفرہ!"

وہ اس کے پکارنے پر اس کی جانب سوالیہ انداز میں دیکھنے لگی۔

"ایک بات کہوں؟"

وہ جھجھکا تھا۔

"ہاں ہاں بولو۔"

وہ مکمل اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"محبت اگر ہو جائے تو اسے جھٹلایا نہیں کرتے۔اور اگر قبول کر لو تو پھر اظہار ضروری ہوتا ہے۔"

مصفرہ اس کی بات پر خاموش ہو گئی۔ نظریں جھکا کر ہاتھ میں تھامے مگ کو دیکھنے لگی۔وہ جانتا تھا کہ وہ کس بارے میں بات کر رہا ہے۔سب جانتے تھے۔

"مشن کے بعد اس نے کوئی رابطہ نہیں رکھا۔تو میں کیا کر سکتی ہوں۔"

ایک گہرا سانس بھر کے کہا۔

"اس نے رابطہ نہیں رکھا تو تم پہل کر لو۔"

حماس نے اپنی سبز آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے مشورہ دیا۔

www.novelsclubb.com

"میں پہل کرنے سے ڈرتی ہوں۔اس نے انکار کر دیا تو؟؟میں تو پہلے ہی رشتوں کی کمی کا شکار ہوں۔اس نے انکار کر دیا تو جوان دیکھا سا ایک رشتہ بن چکا ہے کہیں وہ بھی ختم نہ ہو جائے۔"

مصفرہ نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے آہستہ سے بولا تو حماس سر نفی میں ہلا گیا۔

"وہ انکار کیوں کرے گا؟تمہیں معلوم ہے وہ جب جب کال کرتا ہے۔سب سے پہلے میری خیریت پوچھتا ہے۔پھر اپنی خیریت بتاتا ہے اور اس کا اگلا سوال ہوتا ہے 'مصفرہ سے بات ہوئی؟ٹھیک ہے وہ؟کیسی ہے؟آج کل کیا کر رہی ہے؟'اس کے علاوہ اس کے پاس بات کرنے کو کچھ نہیں ہوتا۔"

مصفرہ اس کی بات پر حیرت سے آنکھیں کھولے اسے دیکھے گئی۔

"کیا سچ میں؟"

اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا کہ وہ کسی کے لیے اہمیت رکھتی ہے۔

"ہاں میں کیوں جھوٹ بولوں گا۔"

"پھر وہ مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کرتا؟"

یہی وہ سوال تھا جو اس کے ذہن کی پرتوں پر کب سے چپکا ہوا تھا۔

"میں نے بولا تھا ایک بار اسے۔اس نے جواباً کہا کہ میں مصفرہ کے کفرٹ زون کو خراب نہیں کرنا چاہتا۔اگر اسے میرا رابطہ کرنا اچھا نہ لگا تو؟"

اس کی بات پر مصفرہ بے ساختہ ہنس دی۔

"اُفف خدایا!! اس شخص کو ابھی بھی لگتا ہے کہ یہ میرے کفرٹ زون میں نہیں ہے۔دل تو چاہ رہا اس کے کان کھینچوں!"

مصفرہ کے ہنس کے بولنے پر حماس بھی ہنس دیا۔اور تبھی حماس کا فون بجا تھا جس نے ماحول کے سکوت کو توڑا۔

www.novelsclubb.com

حماس نے فون کی سکرین دیکھی اور مسکرا کر مصفرہ کی جانب کر دی۔

"Ya Hakim calling.”

مصفرہ نے پڑھا لیکن اچنبے سے دیکھنے لگی کہ کون؟ حماس نے نفی میں سر ہلا کر فون اٹھایا۔اور اسے خاموش رہنے کا بولا۔

"اسلام علیکم! کیسے ہو؟"

براق کی سنجیدہ سی آواز۔ ساتھ میں کچھ کھٹ پٹ کی آوازیں بھی آرہی تھیں۔ جیسے وہ مصروف ہو۔۔اس کی آواز کافی دنوں کے بعد سننے کو ملی تو مصفرہ کو لگا کسی نے اسے زندگی کی نوید سنائی ہے۔

"میں ٹھیک۔ تم کیسے ہو جان جہان۔"

حماس نے فل ٹھرکیوں کے طرح بولا تو مصفرہ نے بمشکل اپنا قہقہ دبایا۔ وہ متوجہ ہو کر ان کی گفتگو سننے لگی۔ فون سپیکر پر ہونے کی وجہ سے وہ دوسری جانب سے ہوتی کھٹ پٹ کو بخوبی سن سکتی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔ مصروف تھا زرا اس لیے دو دن سے کال نہیں کر سکا۔ مصفرہ سے رابطہ ہوا؟"

اس کے پوچھنے پر حماس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی تھی اور مصفرہ کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھنے لگا جیسے کہہ رہا ہو دیکھا میں سچ کہہ رہا تھا۔ مصفرہ مسکرا دی۔

"ہاں رابطے میں ہی ہیں۔"

"کیسی ہے وہ؟ ٹھیک ہے؟"

اب کی بار آواز میں نرمی تھی۔ مصفرہ نے حماس کے ہاتھ سے موبائل لیا اور کہنے لگی۔

"یہ مجھ سے خود کیوں نہیں پوچھ لیتے براق مرزا!"

مصفرہ کی آواز پر براق جو اپنے کام میں مصروف تھا اس کا ہاتھ رک گیا۔ مصفرہ کو کھٹ پٹ کی آوازیں آنا بند ہو گئی۔ وہ ساکت ہوا تھا۔ کتنے دنوں بعد وہ یہ آواز سن رہا تھا۔ دو ہفتوں کی تھکاوٹ جیسے یکدم ایک سیکنڈ میں ذائل ہوئی تھی۔ وہ مسکرا دیا۔

"دو دن بعد لاہور آرہا ہوں۔ پھر مل کر خیریت پوچھ لوں گا۔ اگر تم اجازت دو تو؟"

وہ شاید اب مسکرا رہا تھا۔ ساتھ کوئی کام بھی نہیں کر رہا تھا۔ مصفرہ کو یہ توجہ اچھی لگی۔

"اب اتنا کہہ رہے ہو تو مان جاتی ہوں۔مجھے وقت اور جگہ بتا دینا۔"

مصفرہ بھی مسکرا کر بول رہی تھی۔یوں لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ کئی دنوں بعد بات کر رہے تھے۔

"میں تمہیں پک کر لوں گا۔"

وہ اس کی بات پر مسکرا دی۔پاس موجود موتیے کے پودے سے پھولوں کی خوشبو اٹھ کر فضا میں گھل گئی۔ماحول ہلکا پھلکا ہو گیا۔کچھ دنوں سے موجود دل پر رکھا بوجھ بھی ہلکا ہو گیا۔

"فون رکھتا ہوں۔اپنا خیال رکھنا۔"

براق نے نرم سی آواز میں بولا۔یہ نرمی خود بخود اس کی آواز کا حصہ بن جایا کرتی تھی جب جب وہ اس سے بات کرتا تھا۔

مانا کہ ہم ادب سے بات نہیں کرتے

پر یہ مانو مطلب سے بات نہیں کرتے

یہ نرم لہجہ پیاری باتیں سب تیرے لیے ہیں
ہم اس لہجے میں سب سے بات نہیں کرتے

مصفرہ بھی خداحافظ کہتی فون حماس کی جانب بڑھا گئی جو چمکتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور شرارت سے گنگنانے لگا۔ مصفرہ نے خجل سا ہوتے ہوئے اس کے کندھے پر مکا جڑا تو وہ ہنس دیا۔ وہ منسا کے بعد کم ہی کھل کر ہنسا کرتا تھا۔ مصفرہ جانتی تھی اس کے دل کا زخم۔ لیکن وہ یہ بات چھیڑ کر اس کے زخم کو ہرا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پھر کچھ دیر کی مزید باتوں کے بعد حماس چلا گیا تو مصفرہ بھی بسیمنٹ میں اپنے آفس میں آگئی۔ کچھ دیر کام کرنے کے بعد اس کا فوکس نہ بنا تو وہ اٹھ گئی۔ مغرب کی نماز ادا کر کے جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو سب سے پہلے منسا کی یاد آئی۔ پھر نماز کے بعد وہ بستر پر آلیٹی۔ سوچا رات کے کھانے کے لیے کچھ بنائے لیکن کیا۔۔۔ یہی سوچتے ہوئے وہ کچن میں آگئی اور کچھ ہلکا پھلکا سا اپنے لیے بنانے

لگی۔ لاؤنج میں ٹی وی آن کے کر کوئی سیریز لگائی اور کھانا کھاتے ہوئے دیکھنے لگی۔ تبھی اس کے موبائل پر میسج جگمگایا۔

مصفرہ نظرانداز کر دیتی اگر وہ سکرین پر نام نہ پڑھتی۔

وئیرڈو۔

اس نے ابھی تک نام نہیں بدلا تھا۔ صوفے پر سیدھا ہو کر بیٹھتی میز سے موبائل اٹھا گئی۔

"پرسوں چار بجے تک تیار رہنا۔

I will pick you up at sharp 4'o clock."

مصفرہ نے مسکرا کر اوکے لکھ دیا۔ جو دل کئی دنوں سے تنہا تنہا محسوس کر رہا تھا اب بہتر ہونے لگا۔ آج نیند بھی سکون سے آنے والی تھی۔

بستر پر لیٹ کر کچھ خیالات اس کے دماغ میں گردش کرنے لگے۔ ان سکیوریٹیز نے دماغ پر وزن ڈالنا شروع کر دیا تو دل کا بوجھ پھر سے بڑھنے لگا۔

لوگ محبت ہو جانے کے احساس کے بارے میں بات کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا احساس ہے جیسے کسی سخت اور کھردرے ہاتھ پر کسی نرم ہاتھ کے لمس کا ہونا۔ لیکن مصفرہ کو لگتا تھا کہ محبت کسی اور چیز کا احساس بھی ہے۔۔۔ کسی گہری تاریکی اور سائے کا احساس اور ایک خوف۔ ایک ڈر کا احساس۔

پیار کے بدلے میں پیار نہ ملنے کا خوف کیونکہ اسے لگتا تھا کوئی اس سے محبت نہیں کر سکتا یا وہ محبتوں کی مستحق نہیں ہے۔

کسی کے سامنے دل کھول کر رکھنے کے بعد اسی انسان کا ہمارے زخموں پر نمک چھینکنے کا خوف۔

کسی کو ٹوٹ کر چاہنے کا خوف۔

اتنا ٹوٹ کے چاہنے کا کہ ہمیں ڈر ہو وہ ہمیں ہمارے زخموں کی وجہ سے چھوڑ نہ جائے۔

اور جب زخم کھول کر ان کے سامنے رکھیں جائیں تو دوسرے کی محبت ختم ہو جانے کا خوف۔

www.novelsclubb.com

کسی کو ساری ذات کے راز دینے اور اس پر اتنا گہرا بھروسہ کرنے کا خوف۔
کھونے کا خوف، کیونکہ جن چیزوں سے مصفرہ محبت کرتی تھی وہ انہیں کبھی نہیں رکھ سکتی تھی۔

اسے لگتا تھا کہ محبت خوفناک ہے، خطرہ ہے، دل کے ساتھ جوا ہے۔

تو یہ سب ایک خوف سے شروع ہوتا ہے، اس خوف سے کہ محبت ہمیں توڑ سکتی ہے۔

ہر کہانی کے انجام سے ڈر لگتا ہے
مجھے اپنوں کے بچھڑنے سے ڈر لگتا ہے
وہ لڑکی ہوں جو کسی کے دکھ سے رو جاتی ہے
اپنے دکھوں کے بڑھنے سے ڈر لگتا ہے
میں نے سنا ہے کوئی ویسا نہیں رہتا
مجھے رشتوں کے بدلنے سے ڈر لگتا ہے

میں نے بچپن سے اپنی ہر قیمتی چیز کھوئی ہے
مجھے اپنی پسندیدہ چیزوں سے ڈر لگتا ہے
میں نے دیکھا ہے سبھی وقتی تعلق ہیں یہاں
مجھے وقت کے بدل جانے سے ڈر لگتا ہے
میں اپنی اداسی سے بہت مشکل سے نکلی ہوں
مجھے ان تکلیف دہ لمحوں سے ڈر لگتا ہے
اپنی خاطر جو کئی گھر اجاڑ دیتے ہیں
مجھے ان بے ظرف ضمیروں سے ڈر لگتا ہے۔

==============

وہ نیوی بلیو قمیض کے ساتھ سفید کیپری پہنے، گلے میں ملسا کا سفید دوپٹہ ڈالے بالوں کو آدھا باندھے اور آدھا کھلا چھوڑے، نیوی بلیو ہی سینڈل پاؤں میں پہنے خوبصورت لگ رہی تھی۔ پہلی بار اس نے شلوار قمیص پہنی تھی۔ وہ بھی اتنے لمبے عرصے بعد۔ اس کے پاس بہت سی شلوار قمیضیں تھیں۔ وہ پہنتی بھی تھی لیکن کم

وبیش۔آج ناجانے کیوں وہ کچھ الگ ساتیار ہوناچاہتی تھی،اس لیے شلوار قمیص پہن لی۔

اس وقت وہ براق سے کچھ فاصلے پرایک پتھر پر بیٹھی تھی۔ اسی نے اسے گھر سے پک کیا تھا۔دونوں کے چہروں پر مدھم سی مسکراہٹ تھی۔

وہ دونوں کچھ فاصلے پر پتھروں پر بیٹھے سامنے موجود مصنوعی جھیل کو دیکھ رہے تھے۔ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔آس پاس پارک سا بنا تھا جہاں اکادکالوگ تھے۔

"تواب بتاؤ کیوں بلایا ہے؟"

مصفرہ نے اسے دیکھ کر بولا جو سامنے پانی کو دیکھ رہا تھا۔

"بلایا نہیں ہے۔لے کر آیا ہوں سرکار۔"

وہ مسکرا کر بولا تو مصفرہ اس کے طرز تخاطب پر ہنس دی۔

"کیا بات کرنی تھی؟"

وہ ہنستے ہوئے دوبارہ بولی تو براق اسے دیکھے گیا۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ کتنی سجتی تھی،یہ کوئی اس سے پوچھتا۔

www.novelsclubb.com

"کر لیتے ہیں بات بھی ڈئیر کزن۔"

وہ مسکراہٹ دبائے بولا تو مصفرہ نے اچنبے سے اسے دیکھا۔

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تمہیں وعدہ کرنا ہوگا کہ تم میرا سر نہیں پھاڑو گی۔"

براق نے ڈرتے لہجے میں کہا تو مصفرہ ابرو کنفیوز سے انداز میں اٹھاتے ہوئے اسے دیکھے گئی۔

"بول بھی چکو۔"

مصفرہ نے گھور کر کہا تو براق اسے دیکھے گیا۔

"تمہاری بھوری آنکھیں تمہارے بابا سے ملتی ہیں نا؟"

براق کے کہنے پر وہ چونکی۔اس کی جانب مکمل طور پر متوجہ ہوئی جو ایک ٹانگ موڑے،اور دوسری سیدھی کیے پتھر پر مزے سے بیٹھا تھا۔

"براق اب بول بھی دو۔"

"اور تمہارے بال بالکل پھوپھو کی طرح کے ہیں۔"

وہ اس کے کمر پر بکھرے ہوئے بھورے بال دیکھ کر بول رہا تھا۔

"پھو پھو؟"

مصفرہ کو لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔

"ہاں! تمہاری ماما میری پھو پھو لگتی تھیں۔"

وہ بڑے مزے سے بول رہا تھا جیسے مزاق کر رہا ہو۔

"ایک منٹ۔ایک منٹ!! کیا بولی جارہے ہو؟"

مصفرہ حیرت سے کھڑی ہو گئی تو وہ مسکرا کر اس کے حیران چہرے کو سر اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"تم مجھے بھول گئی فری۔دیکھ لو میں تمہیں نہیں بھولا۔"

اور مصفرہ کو لگا اس کی ساری یاداشت لوٹ آئی ہو۔وہ بچپن میں بہت پیچھے بہت پیچھے دو لڑکوں کے ساتھ کھیلتی ہوئی نظر آئی۔اور وہ نام۔۔۔فری۔۔۔ہاں اسے یاد آیا، کوئی اس نام سے اسے پکارا کرتا تھا۔لیکن کون؟اس کی بصارت دھندلا گئی۔ اسے مزید کچھ یاد نہ آیا۔کچھ ٹوٹی پھوٹی یادیں تھیں جواب مندمل ہو چکی تھیں۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔"

مصفرہ حیرت سے ششدر بولی۔ براق نے اس کی کلائی تھام کر دوبارہ اسے پتھر پر بٹھایا اور اس کا ہاتھ چھوڑ گیا۔ وہ آج اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اس کی نظریں بار بار اس کے سراپے پر جا رہی تھیں۔ لیکن وہ بمشکل نظروں کا تعاقب سامنے کرتا تھا۔ تا کہ مصفرہ اس کے ساتھ غیر آرام دہ محسوس نہ کرے۔

"ہم نے تمہارے بابا کی ڈیتھ کے بعد تمہیں ڈھونڈھنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ہمیں معلوم نہ ہو سکا۔ اور ہم پاکستان تب لوٹے جب بابا کی بھی ڈیتھ ہو گئی۔"

وہ آہستہ سے بتا رہا تھا۔

"انکل کی ڈیتھ؟"

www.novelsclubb.com

وہ حیران سی پوچھ رہی تھی۔ اسے تو ہضم ہی نہیں ہو رہا تھا کہ اس کے کوئی رشتے دار کوئی جاننے والا جو اس کے حق میں ہو، وہ اس کے ساتھ تھا۔ اور وہ بھی براق مرزا۔ اس نے تو کبھی مر کر بھی نہیں سوچا تھا کہ حماس اور براق اس کے حقیقی کزن نکلیں گے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں۔ جس روز تم نے ہمیں فون کیے تھے۔اس روز میری ممی کی ڈیتھ ہوئی تھی۔ تمہیں یاد ہو شاید کہ وہ بہت بیمار تھیں۔انہی کے علاج کے لیے ہم امریکا تھے۔ان کی ڈیتھ کے پانچ سال بعد بابا کی بھی ڈیتھ ہو گئی تو میں اور حماس واپس پاکستان آ گئے۔تب ہمارے پاس بھی کوئی نہیں تھا۔پاکستان میں صرف ہم پھوپھا کو اور تمہیں جانتے تھے۔ہم نے تمہیں ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی اور تب معلوم ہوا کہ انکل کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور ہسپتال کی رپورٹ میں معلوم ہوا کہ تم گمشدہ ہو گئی اس رات سے۔ہم نے ڈھونڈا تھا تمہیں مصفرہ۔تم کئی سالوں تک ہمیں نہیں ملی۔"

وہ بول رہا تھا اور مصفرہ ششدر سی سن رہی تھی۔

"میں تمہیں بھولا نہیں تھا۔نہ ہم نے تمہیں فراموش کیا تھا۔بس تب ہم چھوٹے تھے اور ہماری اتنی پہنچ نہیں تھی کہ معلومات نکلوا سکتے۔اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں اور اپنے کیریر بنانے میں ہمیں اتنا وقت لگ گیا لیکن میں تب بھی تمہیں ڈھونڈا کرتا تھا۔"

www.novelsclubb.com

وہ سامنے بہتے پانی کو دیکھ رہا تھا اور مصفرہ کو لگا جیسے اس کی ساری زندگی ایک گمشدہ بچے کی طرح گزر گئی ہے۔

"پھر تمہیں کب معلوم ہوا؟"

"جب مجھے کیس ملا تو میں نے تم سب پر ریسرچ کی۔ تمہارے نام کے ساتھ 'مغل' دیکھ۔ کر مجھے یکدم تمہاری یاد آئی لیکن میں تب تک امید کھو چکا تھا۔ جب تمہارے بارے میں معلومات نکلوائی تو مجھ شک ہونے لگا کہ شاید کیا معلوم تم وہی مصفرہ ہو جسے میں کئی سالوں سے تلاش کر رہا ہوں۔"

براق بات کے آخر پر مدھم سا مسکرایا تھا۔ مصفرہ اس کے ڈمپل دیکھتی مسکرا بھی نہ سکی۔ وہ اتنی ششدر اور حیران تھی۔

"پھر میں نے جب ہسپتال کے ڈیٹے کو تمہارے ڈیٹے سے میچ کیا اور نقطے سے نقطے جوڑے تو مجھے معلوم ہوا کہ تم وہی ہو۔ فری۔ میری بچپن کی دوست۔ میری اکلوتی پھوپھو کی اکلوتی نشانی۔"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مصفرہ کی آنکھوں نے نمی پکڑنا شروع کی۔ براق اب چہرہ اٹھائے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے دیکھنے سے گریز برت رہا تھا۔ وہ جانتا تھا اس کی آنکھیں نم ہوں گی اور وہ اس کی نم آنکھیں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اسے تکلیف ہوتی تھی۔

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟"

مصفرہ نے نم لہجے میں پوچھا۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ تمہیں میں یاد ہوں یا نہیں۔ مشن کے دوران میں رشتوں کو لا کر تمہیں کمزور بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے میں نے مشن کے بعد تمہیں بتانے کا ارادہ کیا۔"

وہ اب ارد گرد موجود لوگوں کو دیکھ رہا تھا جو کچھ تصاویر بنانے میں مصروف تھے تو کچھ خوش گپیوں میں۔ البتہ مصفرہ صرف اسے دیکھ رہی تھی۔

"حماس جانتا ہے؟"

"نہیں وہ نہیں جانتا۔ اسے بھی اسی لیے نہیں بتایا۔ ان فیکٹ اسے ابھی بھی معلوم نہیں ہے۔"

براق ہلکا سا ہنس کر بولا تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

"تمیں مجھے بتانا چاہیے تھا۔"

مصفرہ نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھ کر بولا تو وہ نظروں کا رخ اس کی جانب پھیر گیا۔ بھوری آنکھوں سے سرمئی آنکھیں ٹکرائیں۔

"ابھی بتا تو رہا ہوں۔"

وہ اس کی بات پر ہلا جھکا کر ہنس دی۔ واقعی وہ بتا تو رہا تھا۔

"یکدم سے محسوس ہو رہا ہے کہ میرے محافظ ہیں کوئی۔"

مصفرہ کے مدھم لہجے میں کہنے پر وہ مسکرا گیا۔اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھری۔ مصفرہ نے اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ بہت نرمی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ بہت محبت سے۔ ناجانے اس لمحے کے فسوں میں کیا تھا کہ مصفرہ بے ساختہ بول اٹھی۔

""مجھے تم نے ایک وعدہ دیا تھا، تم دوبارہ مجھے کچھ وعدے دو گے؟"

وہ ابھی بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں!"

"میں بہت سی چیزیں نہیں سمجھ پاتی۔"

وہ مدھم سے لہجے میں بولی تو وہ مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں سب سمجھا دوں گا۔"

ابھی بھی دونوں نے نظریں نہیں پھیری تھی۔

"مجھے غصہ بہت آتا ہے۔"

وہ ہلاسا مسکرا کر بولی۔

"میں تمہارے غصے میں پیار ڈھونڈ لوں گا۔"

وہ بھی مسکرا کر گویا ہوا۔

"میں کبھی کبھار بہت کمزور ہو جاتی ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی چمکی تھی۔

"میں ہمیشہ تمہیں سہارا دوں گا۔"

چمکتی آنکھوں سے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھ کر یقین دلایا گیا۔

"میں سوچوں میں الجھی رہتی ہوں۔"

وہ ایک اور مسئلہ پیش کر رہی تھی۔

"میں تمہیں سوچوں کے بھنور سے ہاتھ کھینچ کر نکال لوں گا۔"

اسے اس کے مسئلے کا حل دے دیا گیا۔

"مجھے رونے کی عادت ہے جب میں کمزور پڑ جاؤں تو۔"

وہ آنکھوں میں اترتی نمی چھپائے بغیر گویا ہوئی۔

"تو آنسو صاف کرنے کے لیے تمہیں اپنا کاندھا دے سکتا ہوں۔"

اس نے اپنے بائیں کندھے کی جانب اشارہ کر کے بولا جو مصفرہ کی جانب تھا۔وہ نم آنکھوں سے ہنس دی۔

"میں تھوڑی بیوقوف اور پاگل ہوں۔"

وہ نم آنکھوں کے ساتھ چہرے پر مسکراہٹ لیے بولی۔

"میں تمہاری ساری بیوقوفیوں پر ہنس دیا کروں گا۔"

اس نے بھی تسلی دی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اگر میں کبھی غلط ہو جاؤں تو؟"

بڑے مان سے پوچھا گیا۔

"تم صحیح کب ہوتی ہو؟"

بڑی صفائی سے جواب آیا۔

وہ دونوں ہنس دیے اور مصفرہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ گئے۔وہ خوشی کے آنسو تھے یا پھر کس چیز کے۔وہ نہیں جانتا تھا۔بس آنسو تھے۔بہہ گئے۔اور اب بہہ گئے تو پھر کیا سوال وجواب کرنے۔

"مجھ سے شادی کرو گے؟"

مصفرہ نے بے ساختہ پوچھا۔براق بری طرح چونکا۔پھر خوشگوار حیرت سے مکمل اس کی جانب مڑا۔

"کیا ہاں کے علاوہ کوئی آپشن ہے میرے پاس؟"

گہری مسکراہٹ کے ساتھ استفسار کیا تو وہ نم آنکھوں سے ہنس کر نفی میں سر ہلا گئی۔

"بالکل نہیں!"

"تو بس پھر دن اور تاریخ بتاؤ۔"

براق نے چمکتی آنکھوں کے ساتھ گہری مسکراہٹ لیے بولا تو مصفرہ اس کی خوشی پر ہنس دی۔

"یہ پہلا نکاح ہوگا جس میں لڑکی پرپوز کر رہی ہے۔"

مصفرہ نے ہنستے ہوئے بولا تھا۔وہ دونوں اب پتھروں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔کیونکہ شام کے سائے ڈھل رہے تھے۔اور پرندے اپنے گھروں کو لوٹتے ہوئے چہچہا رہے تھے۔

"آخر ہینڈسم ہی اتنا ہوں۔"

وہ ہنس کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا تو مصفرہ نے پہلے اسے گھورا اور پھر خود بھی ہنس دی۔

"بہت سی چیزیں ہیں جو تم میرے بارے میں نہیں جانتے۔"

مصفرہ نے ساتھ چلتے ہوئے بالوں کو پیچھے جھٹکتے ہوئے بولا۔

"تمہیں لگتا ہے مصفرہ مجھے فرق پڑتا ہے؟"

دور کھڑی جھیل کا پانی انہیں دور جاتا دیکھ رہا تھا۔درختوں پر لوٹتے پرندے بھی مسکرا کر انہیں دیکھنے لگے۔

وہ دونوں مسکرا کر باتیں کرتے ہوئے وہاں سے جا رہے تھے۔اور مسکراہٹیں ان کے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔

وہ اس پر بھروسہ کر رہی تھی۔اندھا اعتبار۔اگر محبت بھروسہ مانگتی ہے تو وہ کر رہی تھی۔وہ اس محبت کے انجام سے واقف نہیں تھی لیکن وہ ایک بار دل کی مان لینا چاہتی تھی۔

براق مرزا جو اپنی بات کرتے ہوئے جھجھک رہا تھ وہ بات مصفرہ نے کر دی تھی۔ اور اتنی اچانک کی تھی کہ دل کی دھڑکن کچھ لمحوں کے لیے رکی لیکن پھر جیسے دل رقص کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو براق نے بھی دل کی آواز پر لبیک بول کر اپنی محبت پر ایمان لانا فرض سمجھا۔

اک خوبرو حسینہ جو مجھ پر تباہ تھی
رنگوں میں یوں ڈھلی تھی جیسے کوسہ کزہ تھی

میں چاہتا تھا اس کو یہ بتلا کے دیکھ لوں
نادان اس حسین کو سمجھا کے دیکھ لوں

میں نے اسے کہا تم معصوم بڑی ہو
نادان ہو کم عقل ہو نازک سی پری ہو

www.novelsclubb.com

رسوائیاں ہیں اس میں جس راہ میں چلی ہو

تم نے تو ابھی دنیا میں دیکھا بھی کچھ نہیں
اچھا ہوں یا برا ہوں میں جانا بھی کچھ نہیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مانو میری تو دور رہو عشق برا ہے
لیلا کو ہیر کو بھی یہی درد ملا ہے

نادان ہم تم دیکھو تمہیں علم نہیں ہے
پاگل یہ حقیقت ہے کوئی فلم نہیں ہے

دیکھو یہ عشق و عشق کچھ نہیں ہوتا
ایک راہ ہے دشت ہے جہاں پانی نہیں ہوتا

کہنے لگی وہ مجھ سے یہ باتیں نہ بناؤ
سمجھاؤ نہ تم مجھ کو مجھے اپنا بناؤ

معصوم میرے دل میں کیوں خواہش جگا گئے
میں کیا کروں جو تم میرے اس دل کو بھا گئے

وہ ضد پہ اڑ گئی تھی کہ بس مجھ کو پیار دو
نفرت ہو دل لگی ہو یا جو بھی ہو وار دو

میری تو ایک بات بھی اس نے نہیں سنی
اس کی یہ دل لگی تھی میری جان پہ بنی

www.novelsclubb.com

میں نے اسے کہا کہ اے معصوم سی لڑکی
تو جانتی نہیں ہے ذرا میری زندگی

میں ایک ہوس پرست ہوں تو مجھ سے بے خبر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ملنے کو مجھ سے آگئی ہے کچھ تو ہوش کر

میں تجھ کو نوچ کھاؤں گا
کچھ خود پہ ترس کھا

پاکیزگی کو اپنی یوں ناپاک نہ بنا
تو چاندنی ہے چاند کی تاروں کی جانے جاں

تجھ کو بجھا نہ دے کہیں بے درد یہ جہاں

کہنے لگی کہ جو بھی ہو اب تم ہو زندگی
سہ لوں گی درد عشق میں تم میری بندگی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حسام تم بھی ضدی ہو پر میں تم سے بڑی

میں نے بھی اسے تھک کے جانے کا کہہ دیا
کرتا بھی اور کیا سو نبھانے کا کہہ دیا

==============

www.novelsclubb.com